Regd No P67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

جلد ۱۱ | ۱۰ ہجرت ۱۳۴۱ ہش ۵ ذوالحجہ ۱۳۸۱ھ ۱۰ مئی ۱۹۶۲ء | نمبر ۱۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۵ مئی (بوقت ۸ بجے صبح) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس وقت بھی طبیعت اچھی ہے۔ کل حضور سیر کے لئے بھی تشریف لے گئے تھے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۸ مئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

ایک احمدی بزرگ کا سفر حج

احمدیہ مسلم مشن بمبئی ۲۸ر اپریل آج ایک احمدی بزرگ مکرم جناب نورالحسن صاحب بھاگلپوری حج بیت اللہ و زیارت مرقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محمدی جہاز سے روانہ ہوگئے۔

خدا بھلا کرے اس بحر عرب کا جو دیارِ حبیب کے درمیان حائل ہے۔ چھ ہزار میل کی یہ لمبی چوڑی سطح، موجوں کے تھپیڑے اور طوفانوں کا اندیشہ کتنے خطرات ہیں اس سفر میں۔

پھر بھی ہر سال ایک کشتۂ عشق کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے لاکھوں آدمی ان خطرات میں کود پڑتے ہیں۔ ایامِ حج جوں جوں قریب آتے جاتے ہیں۔ مشتاقانِ حرم ہواؤں میں اڑتے، سمندروں میں تیرتے اور دشت و وادی میں دوڑتے ہوئے اس بیت الحرام کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ اخلاق، روحانیت اور خدا پرستی کے نام پر ہر سال جب اجتماع عمل میں آتا ہے۔ اس کی نظیر کسی دوسرے مذہبی اجتماع میں نہیں ملتی۔ ایسا اجتماع جہاں آکر انسان طبعاً رنگ، نسل اور وطنیت کے امتیاز سے بالا ہو جاتا ہے۔ معاشرتی ڈھانچہ جو آج تک جمہوریت قائم کر سکی نہ آمریت۔ ہر سال اس وادی پاک میں اس کی تشکیل ہوتی ہے اور تاریخ کا چودہ سو سالہ سبق دہرایا جاتا ہے۔

کلکم ابناء آدم و آدم
من تراب

خلیل و ذبیح کی وہ قربانی جو محض قدیم زمانے کی ایک کہانی ہو کر رہ گئی تھی۔ آج کونسی قوم مناسک حج ادا کرکے اس کی وحدت پر گواہی دیتی ہے۔

پھر وہ گنبدِ خضرا جس کی عظمت پر لولاک لما خلقت الافلاک کی شہادت موجود ہے۔ وہ مدینۃ الرسول۔ وہ دار الہجرت جہاں سب سے پہلے جمہوریہ اسلامیہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ جس پاک سرزمین پر سب سے پہلے ایک عوامی حکومت کے تخیل نے جنم لیا۔ جہاں سب سے پہلے انسدادِ غلامی، نشہ بندی اور اصلاح یافتہ قوانینِ جنگ کا نفاذ ہوا۔

جس پاک سرزمین پر خدا کا برگزیدہ نبی بار بار خدا سے ہمکلام ہوتا رہا۔ جہاں دس سال تک روزانہ آفتابِ نبوت طلوع ہوتا رہا۔ وہ "مطلع انوارِ نبوت" کونسا مسلمان ہے جس کے دل میں اس کی زیارت کا ارمان نہ ہو۔ خاص کر وہ احمدی جن کے مقتدا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والہانہ محبت کا ان الفاظ میں اظہار فرمایا ہو۔

می پریدم سوئے کوئے او مدام
من اگر می داشتم بال و پرے

بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایامِ حج آئیں اور ایک احمدی جس کے کانوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ ندا گونجتی ہو۔ وہ زیارتِ گنبدِ خضرا کے لئے نہ پھڑپھڑائے۔ مگر کیا ہو سکتا ہے۔ کتنے اس دیدار کی تمنا لئے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ اور کوئی اس نعمت سے بہرہ مند بھی ہوتے ہیں۔

۱۷ر مارچ کو جب مجھے یہ اطلاع آئی کہ جناب نورالحسن صاحب احمدی بھاگلپوری حج کعبہ و زیارتِ مدینہ کی نیت سے آ رہے ہیں۔ تو میں اس خیال میں ڈوب گیا کہ یا اللہ اب حج و زیارت کا کیسے انتظام ہوگا۔ پورٹ حج کمیٹی تو اب کے اعلان کر چکی ہے کہ مغل لائن کے تمام جہازوں کی سیٹیں بک ہو چکی ہیں۔ ویٹنگ لسٹ میں بھی دو ہزار نام آ چکے ہیں۔ اب کوئی شخص حج کی نیت سے بمبئی نہ آئے۔ ورنہ واپس جانا ہوگا۔

جب وکٹوریہ ٹرمینس کے پلیٹ فارم پر میں مکرم نورالحسن صاحب سے ملا تو پہلا سوال یہی کیا کہ آخر آپ کیسے آگئے۔ آپ کی سیٹ بک ہے نہ ویٹنگ لسٹ میں آپ کا نام ہے۔ تو جواب دیا خدا پر بھروسہ کرکے۔ یہ جواب برجستہ تھا مگر "مغل لائن" کے چار جہاز جن پر ہندوستان کے علاوہ برما تک کے مسلمانوں نے سیٹیں بک کرائی ہوئی تھیں اور ہر جہاز پر گن گن کر مسافر لیا جاتا ہو۔ یہ دیکھ کر میں کیسے ان کے توکل پر توکل کر لیتا اور ہوا یہی کہ ۱۸ر مارچ سے ہم نے ہر طرح کے پاپڑ بیلے مگر امید کی کوئی صورت نظر نہیں آئی۔

آخر جب ہم لوگ کوششیں کرکے تھک گئے۔ تو اب خدا کی رحمت جوش میں آئی۔ اس نے بیٹھے بٹھائے دل میں ایک بات ڈالی۔ جناب نورالحسن صاحب کو خیال آیا کہ مسٹر سری پرکاش گورنر مہاراشٹر کے خسر میرے دوست ہیں کیا یہ واسطہ دے کر ان سے مدعا کہا جاوے۔ میں اس سے پہلے دو مرتبہ مسٹر سری پرکاش سے مل چکا تھا۔ ان کی طبیعت سے واقف میں نے زور دیا کہ ضرور ملیں۔ چنانچہ ٹھیک اسی دن وہ ان سے ملے جس دن گورنر موصوف اپنے عہدے سے ریٹائر ہو رہے تھے۔ خدا انہیں جزائے خیر دے اس نیک دل انسان کو۔ نورالحسن صاحب کا یہ مدعا سنتے ہی انہوں نے کچھ ایسے رنگ میں سفارش کی کہ جب پورٹ حج کمیٹی کے سامنے یہ چٹھی پیش ہوئی تو اب انہیں ٹکٹ دیتے ہی بنی۔ کل تک ہم لوگ دھکے کھا رہے تھے مگر ۲۶ر اپریل کو نہایت عزت کے ساتھ ٹکٹ مل گیا۔ ۲۷ر کو پاسپورٹ، ویزا اور کرنسی اور ۲۸ر اپریل کو جہاز میں جگہ مل گئی۔

اسی جہاز سے الحق بلڈنگ کے کرایہ دار سیٹھ عبداللطیف صاحب بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ حج کو جا رہے تھے۔ ان کی شرکت سے یہ سفر بہت بارونق ہو گیا۔ مگر نورالحسن صاحب کو جماعت احمدیہ بمبئی کے علاوہ بہت سے میمن دوستوں نے بھی ہار پہنائے۔ اسی طرح محبت و عقیدت کے ماحول میں ۲۸ر اپریل کو میں نے اور میرے اہل و عیال نے ان حاجیوں کو الوداع کہی۔ دعا ہے کہ اس سفر میں اللہ تعالیٰ ان کا معین و مددگار ہو اور برکات حج و زیارت سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار سمیع اللہ
انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔

قادیان میں عیدالاضحی کی قربانیوں کا انتظام

خدا تعالیٰ کے فضل سے عیدالاضحی اب بہت قریب آ گئی ہے اس موقعہ پر استطاعت رکھنے والے مخلص دوست قربانی کا ثواب حاصل کرتے ہیں جن دوستوں کو اپنی جگہ پر قربانی کی سہولت نہ ہو یا خواہش رکھتے ہوں کہ قادیان میں ان کی طرف سے قربانی کردی جائے حسب سابق ایسے دوستوں کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ ایسا انتظام کر دیا جائے گا۔ آج کل کے لحاظ سے ایک جانور کی قیمت کم از کم ۳۵ روپے ہے۔ اس کے مطابق احباب جلد از جلد اپنے ارادہ اور فیصلہ سے مطلع فرمائیں۔

خاکسار مرزا وسیم احمد
قائمقام امیر جماعت احمدیہ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا ملیالم ترجمہ دوسری بار شائع ہو گیا

کالیکٹ (مالابار) میں کتاب کی اشاعت پر ایک شاندار جلسہ

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور و معروف تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" اُس بیش قیمت مضمون پر مشتمل ہے جو آپ کی طرف سے جلسہ مذاہب عالم لاہور منعقدہ ۱۸۹۶ء میں ایک بڑے مجمع کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا۔ جلسہ سے قبل جس وقت آپ یہ مضمون لکھ رہے تھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بشارت دی گئی کہ "مضمون بالا رہا" چنانچہ آپ نے اس پیشگوئی کو مضمون سنائے جانے سے قبل ہی بذریعہ اشتہار شائع کر دیا۔ اس کے چند روز بعد جب یہ مضمون جلسہ میں سنایا گیا تو تمام سامعین نے یکزبان ہو کر اس کے غالب رہنے کا اعتراف کیا۔

اس خیال سے کہ اس گرانقدر تحفہ سے زیادہ سے زیادہ افراد کو روحانی فائدہ حاصل ہو متعدد زبانوں میں اس کا ترجمہ شائع کیا جا چکا ہے۔ حال ہی میں اس کتاب کے ملیالم ترجمہ کی دوبارہ اشاعت عمل میں آئی تو تازہ تحفہ کو متعارف کرانے کے لئے مورخہ ۱۸ رمارچ ۱۹۶۲ء کو کالیکٹ میں ایک خاص جلسہ کا اہتمام کیا گیا جس میں ڈسٹرکٹ جج مشری کے آر مرحوم لبون صاحب اور فاروق کالج کے ملیالم لیکچرار صاحب نے شرکت کی۔ اور کتاب کی معنوی خوبیوں پر اظہار خیال فرمایا۔ جناب سیکرٹری صاحب تبلیغ جماعت احمدیہ کالیکٹ کی طرف سے آمدہ رپورٹ درج ذیل ہے:-

ستارۂ پبلیکیشن۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کے ملیالم ترجمہ کی اشاعت دوبارہ کر رہی ہے۔ جس کا افتتاح مورخہ ۱۸ رمارچ ۱۹۶۲ء بروز اتوار شام کے ساڑھے پانچ بجے زیر صدارت مکرم مولوی پی عبد اللہ صاحب فاضل کیا گیا۔ جناب ابن عبد الرحیم صاحب مدیر ستیہ دوتن کی استقبالیہ تقریر کے بعد جناب و مرحوم لبون صاحب ڈسٹرکٹ جج نے افتتاحی تقریر کی جس میں انہوں نے بتایا کہ دین اسلام کے متعلق صحیح علم حاصل کئے بغیر لوگ اس پر مختلف قسم کے اعتراضات کرتے ہیں اس قسم کے اعتراضات اور غلط فہمیوں کو دور کر کے اسلام کی صحیح تعلیم دنیا کے سامنے رکھنے والی جماعت مسلمانوں میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔ ملایالم زبان میں مذہبی عقائد کو اس قدر عظیم الشان رنگ میں ثابت کرنے والی کوئی تصنیف سوائے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے میری نظروں سے نہیں گذری تھی۔ مکرم جناب ای حامد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کنا نور نے اس عظیم القدر کتاب کا نہایت ہی سلیس اور میٹھی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اس کتاب کے مصنف حضرت مرزا صاحب کی یہ بیش بہا تصنیف آپ کے زبردست اور گہرے علم پر دلالت کرتی ہے۔ آپ نے اپنی اس تقریر کے بعد اکبر کرشن جج کو ایک کتاب فروخت کی اس طرح عملی رنگ میں آپ نے اس کتاب کا افتتاح کیا۔ اسی وقت اس اجلاس میں اسلامی اصول کی فلاسفی کے ایک سو دس نسخے فروخت ہوئے۔

اس کے بعد فاروق کالج کے ملایالم لیکچرار A.P.P. N[illegible] نے جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں ایک ناقص کتاب ہوں میں نے اس شوق سے مختلف مذاہب کی کتابیں دیکھی ہیں۔ میرے نزدیک اسلامی اصول کی فلاسفی کے صف پر کھڑی ہونے والی کوئی کتاب کسی مذہب میں بھی نہیں ہے جب اخبار ماترہ بھومی نے میرے پاس [illegible] کا ملایالم ترجمہ قادیان۔ احمدیہ مرکز وغیرہ کتابیں تبصرہ کے لئے بھیجیں تو اس وقت مجھے جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا۔ احمدی حضرات نے مجھے دو روز قبل اسلامی اصول کی فلاسفی، احمدیت یعنی حقیقی اسلام اور پیغام صلح بغرض مطالعہ دی تھیں۔ ان کتابوں کے مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہی واحد جماعت ہے جس نے اپنے افراد کو مذہبی رواداری کی تعلیم دی ہے۔ اور مختلف مذاہب کے پیشواؤں کو عزت و احترام سے دیکھا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی یہ تعلیم قدیم بھارت کی تہذیب کا آئینہ ہے۔ مقرر نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ مصنف کتاب ہذا کا یہ مذہب ہے کہ روحانی تسکین کا ذریعہ مذہبی زندگی ہے۔ اس کے لئے بجائے رہبانیت اختیار کرنے کے دنیا کے اندر رہ کر خدا کی عبادت کرنی ہے۔ حضرت کرشن جی مہاراج نے بھی گیتا میں یہی تعلیم ہمیں دی ہے۔

مقرر نے بتایا کہ سڑک کنارے کھڑے ہو کر تقریر کرنے والے کئی پادریوں سے مجھے واسطہ پڑا ہے مگر ان کی باتیں عقل تسلیم نہیں کرتی۔ مگر جماعت احمدیہ کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کے تمام عقاید عقل و فہم کے مطابق ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر اس طرح ختم کی کہ میں تمام مسلم بھائیوں کو پُر زور تاکید کرتا ہوں کہ وہ ضرور اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اپنے زندگی کے مقصد کو پہچانیں۔

اس کے بعد سیکرٹری تبلیغ جناب ایم۔ اے حسن کویا صاحب نے اس کتاب میں سے بعض حصے پڑھ کر سنائے محترم صدر صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں مذکورہ کتاب میں سے بعض ضروری اقتباس پر تبصرہ کیا اور اس کتاب کی خوبیوں کی طرف روشنی ڈالی۔

اس طرح یہ جلسہ نہایت ہی کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔

اس کتاب کے ہزار نسخوں کی اشاعت پر جماعت کو کثیر رقم خرچ کرنی پڑی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس اسلامی اصول کی فلاسفی کے اس ملایالم ترجمہ کو قبولیت عطا فرمائے اور بہتوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کالیکٹ

(بتوسط دفتر دعوت و تبلیغ قادیان)

خاص دعا کی تحریک

مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل یادگیر عرصہ سے گردوں میں خرابی۔ بلڈ پریشر اور دل کے عارضہ سے سخت بیمار رہے ہیں۔ بہت ہی نحیف ہو گئے ہیں۔

احباب اپنے مخلص بھائی کی کامل شفایابی کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں۔

(ایڈیٹر)

مہجور کی عید

از: حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل۔ ربوہ

ہمیں کیا لطف آئے گا جو آئی عید اضحیٰ کی
کہ یاد آ آ کے تڑپاتی رہے اک روئے زیبا کی

چمن سے دُور طرح آشیاں ڈالی تو کیا ڈالی
کہ ڈالی ڈالی پر ہے آنکھ صیاد چلیپا کی

ہزاروں خوں تمناؤں کے اک اک دم میں ہوتے ہیں
کہاں سے آگئی یارب زمانے میں یہ سفاکی

ہوئے چودہ طبق روشن کتابی دیکھ کر روشن
نظر میں ہیچ ہیں چودہ علوم درس سکا کی

حیاتِ دائمی چاہے تو قربان جان و دل کر دے
زباں کی کام آسکتی نہیں یاں کوئی چالاکی

نہ گھبرا مسلمِ مظلوم نصرت آنے والی ہے
بشارت سن رہا ہوں میں تو فَاَشْهِدْهُمْ نُجِيبًا کی

خلیل اللہ نے اک بیٹا کیا قرباں۔ کئی پائے
ستارے چرخ کے اتنے۔ نہ اتنی ریت صحرا کی

بنو وہ شاب نَشَأَتْ فِی الْعِبَادَۃ جس کی موتی ہے
یہی منشا تھی اے اکمل مرے محبوب مرزا کی

ہر احمدی عزم صمیم کرے کہ وہ اسلام کی عظمت اور احیاء کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہ کریگا

احباب کو مرکز سلسلہ میں کثرت کے ساتھ آنا چاہیئے

جامعہ احمدیہ میں جو امور اصلاح طلب ہوں ان کی طرف بھی توجہ کرنا ضروری ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا نمائندگان جماعت سے ایک اہم خطاب

فرمودہ ۲۱ر اپریل سنہ ۴۶ء بمقام قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۲۱ر اپریل سنہ ۴۶ء کو مجلس مشاورت کے موقع پر نمائندگان جماعت سے جو اہم خطاب فرمایا تھا اس کی تین قسطیں پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ اب آخری قسط الفضل میں شائع ہونے پر ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

میں آخر میں جماعت کو پھر اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ

دنیا پر جو نازک دور آ رہا ہے

اس کے لحاظ سے ہماری جماعت کے دوستوں کو مرکز میں آنے کی رفتار بہت تیز کر دینی چاہیئے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دوستوں کو یہاں آنے کی رفتار بہت کم ہے اتنی کم ہے کہ وہ نہ ہونے کے برابر ہے لوگ اپنے اوقات ادھر ادھر گذارنا زیادہ پسند کرتے ہیں مگر مرکز میں آنے کی اہمیت کو وہ محسوس نہیں کرتے حالانکہ دنیا میں آئندہ جو کچھ ہونے والا ہے اسکے لحاظ سے ہماری جماعت کا مرکز سے ایسا ہی تعلق ہونا چاہیئے جیسے ایک جانور رسہ سے بندھا ہوا ہوتا ہے یا جیسے ایک گھوڑا کیلے سے بندھا ہوا ہو تو جب وہ دور جاتا ہے رسہ اس کے گلے میں پھنسنے لگتا ہے اور وہ پھر اپنے کیلے کی طرف آنے پر مجبور ہوتا ہے یہی حال ہر احمدی کا ہونا چاہیئے اور اسے

بار بار مرکز میں آنے کی کوشش کرنی چاہیئے

کیونکہ جو اہم تغیرات دنیا میں ہونے والے ہیں ان کا تقاضا ہے کہ جماعت زیادہ سے زیادہ اخلاص میں اور قربانی میں اور ایثار میں مضبوط ہو۔ ایسا نہ ہوا تو وقت پر بہت لوگ کچے دھاگے ثابت ہوں گے اور سلسلہ کو تقویت پہنچانے کی بجائے دوسروں کو گرانے اور ان کے قدم کو بھی متزلزل کرنے کا موجب ہوں گے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے

جب مکہ فتح کیا

تو نو مسلموں میں سے بعض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ اب جو طائف والوں سے جنگ ہونے والی ہے اس میں ہمیں بھی شامل ہونے کا موقع عنایت فرمائیں۔ پرانے صحابہؓ اپنے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے بہادر ہیں حالانکہ جب آپ سے لڑائی تھی اس وقت خدا ہمارے سامنے تھا اور خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرنے کی طاقت ہمیں رکھتے تھے پس اگر ہم آپ کے مقابلہ میں بھاگے تو ہم کسی انسان کے ڈر سے نہیں بھاگے اس لئے ہماری بہادری کا گذشتہ لڑائیوں پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ ہماری جرأت اور ہماری بہادری کا آپ اس جنگ سے قیاس کر سکیں گے۔ جو ثقیف اور ہوازن والوں سے ہونے والی ہے اس لئے آپ ہمیں بھی شامل ہونے کی اجازت عطا فرمائیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا اجازت ہے۔ دس ہزار مسلمانوں کا اور دو ہزار نو مسلموں کا لشکر تھا جو دشمن کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔

طائف کے قبائل

بہت ہوشیار تھے چونکہ اسلامی لشکر نے تنگ راستوں میں سے گذرنا تھا اس لئے انہوں نے پانچ سو تیر انداز دوسری طرف کھڑے کر دیئے ان کا اپنا لشکر کل چار ہزار کا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ ہم اتنے تھوڑے سے لشکر سے مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ انہوں نے اس کا علاج یہ سوچا کہ اپنے تیر انداز راستہ کے دونوں طرف کھڑے کر دیئے تاکہ راستہ میں ہی وہ اسلامی لشکر پر تیروں کی بوچھاڑ کر دیں اور اسے آگے بڑھنے سے روک دیں۔ جب فوج اس تنگ درہ میں پہنچی تو ایک ہزار تیر اندازوں نے اونچی جگہ سے تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ جب ایک ہزار تیر ستو اتر گرنا شروع ہوا اور کچھ آدمیوں کو کچھ گھوڑوں کو اور کچھ اونٹوں کو لگے تو وہ نو مسلم جو اکڑ کر آگے جا رہے تھے انہوں نے کے آگے آگے جا رہے تھے انہوں نے بھاگنا شروع کر دیا مسلمان جو پیچھے چلے آ رہے تھے وہ بھی اپنی حفاظت نہ کر سکے اور نتیجہ یہ ہوا کہ بارہ ہزار کا بارہ ہزار

لشکر میدان چھوڑ کر بھاگ گیا

صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے گرد بارہ آدمی رہ گئے تب ابو سفیان بن الحارث آگے بڑھے اور انہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر کہا یا رسول اللہ آپ کیا کرتے ہیں۔ اس وقت واپس لوٹیے۔ ہم لشکر اسلامی کو اپنے ساتھ لیکر کفار پر پھر حملہ کریں گے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھوڑے کی باگ چھوڑ دو۔ پھر آپ نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور دشمن کی طرف یہ کہتے ہوئے بڑھنا شروع کر دیا کہ

انا النبی لاکذب۔ انا ابن عبد المطلب۔ میں جھوٹا نہیں کہ میدان چھوڑ دوں۔ میں نبی ہوں پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ اس وقت صحابہؓ کے دل تم سمجھ سکتے ہو کہ کس طرح اچھل رہے اور دھڑک رہے ہوں گے ان کے لئے سوائے اس کے کیا چارہ تھا کہ آگے سے ہٹ جائیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارادہ میں حائل نہ ہوں اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباسؓ سے کہا کہ ادھر آؤ اور اونچی آواز سے مسلمانوں کو آواز دو۔ چونکہ یہ شکست مکہ والوں کی بیوقوفی سے ہوئی تھی اس لئے مکہ والوں کے فعل پر ناراضگی کا اظہار کرنے کے لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عباس بلند آواز سے پکار کہ اے انصار

خدا کا رسول تم کو بلاتا ہے

اس وقت مہاجرین کا نام آپ نے نہیں لیا کیونکہ مہاجرین مکہ والوں کے رشتہ دار تھے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ والوں پر اپنی ناراضگی کا اظہار فرمانا چاہتے تھے ایک انصاری کہتے ہیں اس وقت ہماری حالت یہ تھی کہ ہم اپنے گھوڑوں کو پیچھے لوٹاتے اور پورے زور سے ان کی باگیں کھینچتے تھے یہاں تک کہ ہمارے ہاتھ زخمی ہو جاتے اور جانوروں کی گردن ان کی پیٹھ سے جا لگتی تھی مگر جب لگام ذرا ڈھیلی ہوتی اور ہم انہیں ایڑ مار کر پیچھے کی طرف واپس لانا چاہتے تو وہ پھر آگے کو بھاگ پڑتے جب اس حالت میں ہمارے کانوں میں یہ آواز آئی کہ اے انصار خدا کا رسول تمہیں بلاتا ہے تو اس وقت ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ عباسؓ کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ بلکہ ہمیں یوں معلوم ہوتا تھا جیسے سب لوگ مر چکے ہیں قیامت کا دن ہے اور

اسرافیل کی آواز

لوگوں کے کانوں میں آ رہی ہے ہم نے ایک دفعہ پھر اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کو واپس لوٹانے کے لئے اپنا زور صرف کیا۔ جو سواریاں مڑ سکیں مڑ گئیں اور جو نہ مڑیں ان میں سے بعض کے سوار کود پڑے اور پیدل دوڑتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہو گئے اور بعض نے اپنی میانوں میں سے تلواریں نکال کر سواریوں کی گردنیں کاٹ دیں اور خود لبیک یا رسول اللہ لبیک کہتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ پڑے۔

اس واقعہ پر غور کرو اور دیکھو کہ کس طرح کمزور لوگ طاقتوروں کو بھی گھبراہٹ میں مبتلا کر دینے کا موجب بن جاتے ہیں پس یہ دن ایسے نہیں ہیں کہ ہمارے اندر کوئی کمزور طبقہ ہو۔ کیونکہ اگر کمزور طبقہ ہم میں موجود ہوا تو وہ بہادروں کو بھی گرا دینے کا موجب بن جائیگا آج ہمیں ہر شخص کا دل مضبوط کرنا چاہیئے۔

آج

ہر شخص کو عزم صمیم کرنا چاہیئے

کہ وہ اسلام کی عظمت اور اس کے احیاء کیلئے

ہر قسم کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار رہے گا اگر ہم میں سے ہر شخص یہ ارادہ لے کر کھڑا ہو جائے تو جب وہ دن آئے گا جب ہمیں خدا تعالیٰ کے لئے اپنی جانیں اور اپنے اموال قربان کرنا پڑیں گے جب اسلام کی عظمت اور اس کی شوکت کے قیام کے لئے مسلمانوں سے ان کی جان کا مطالبہ کیا جائے گا۔ جب ایک طرف ملک الموت ان کو بلا رہا ہوگا اور ایک طرف اسلام کی شوکت کا خوشنما منظر ان کو نظر آ رہا ہوگا تو اس وقت جس کی قسمت میں ہوگا وہ اسلام کی شوکت دیکھ کر مرے گا اور جس کی قسمت میں شہادت مقدر ہوگی وہ شہادت حاصل کر کے اپنے رب کی گود میں چلا جائے گا اور یہ دونوں معمولی انسان نہیں ہوں گے فاتح بھی بابرکت ہوگا کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے نشان کو دیکھا اور مفتوح بھی بابرکت ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے شہید کبھی مرتا نہیں

پس اس دن کے آنے سے پہلے ہمیں اس کے لئے تیاری کرنی چاہیئے اور

تیاری کا بہترین ذریعہ یہی ہے

کہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں مرکز کے قریب سمٹتے چلے آنا چاہیئے جب بادل گرجتے ہیں جب بجلیاں کوندتی ہیں جب آسمان سے بڑے زور سے بارش برستی ہے تو بچے اپنی ماں کے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں جب ڈاکوؤں کی آواز پیدا ہوتی ہے جب شور و پکار کی آوازیں لوگوں میں طبعاً ہونی شروع ہوتی ہیں جب ڈاکہ کے متعلق مختلف قسم کی افواہیں لوگوں میں پھیلنے لگتی ہیں تو بچے اپنے باپ کے پاس جمع ہو جاتے ہیں جب کسی گاؤں والوں کو کوئی خطرہ درپیش ہوتا ہے تو وہ دوڑ کر اپنے نمبردار یا سردار کے پاس جمع ہو جاتے ہیں تاکہ وہ اپنے اشتراک سے آنے والی بلا کو دور کر سکیں جب قوموں پر بلائیں آتی ہیں تو ان کی نگاہیں حکومت اور فوج کی طرف اٹھنے لگتی ہیں ہمارے ملک میں بھی چونکہ

فتنہ و فساد اور جنگ و جدل کا زمانہ

قریب سے قریب تر آ رہا ہے (یہ تقریر حضور نے ۱۹۴۶ء میں فرمائی تھی) اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہماری جماعت زیادہ سے زیادہ تعداد میں مرکز کے قریب جمع ہو اور اس روح کو اپنے اندر پیدا کرے جو روح کامیابی اور فتح کے قریب کرتی اور ناکامی کے خطرہ کو دور کر دیتی ہے۔ ان نصائح کے بعد میں جماعت کو رخصت کرتا ہوں۔ رات کو میری طبیعت سخت خراب رہی ہے اور اب بھی سر درد کی دوائی کھا کر میں تقریر کرنے کے قابل ہوا ہوں۔ اب میں دعا کر دوں گا اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فرائض کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور وہ برکتیں جو ہمیں معلوم ہیں یا معلوم نہیں اپنے فضل سے عطا کرے اور وہ بلائیں اور مصائب جو نظر آ رہی ہیں اور اسی طرح وہ بلائیں اور آفات جو نظر نہیں آ رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو دور کرے اور ہمیں

صحیح طور پر قربانیوں کی توفیق

عطا فرمائے تا اگر اس کی طرف سے کوئی خیر نہ پہنچے تو اس لئے کہ نہ پہنچا ہماری کوتاہی عمل کی وجہ سے نہ ہو اور یہ قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا کہ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کا ایک کمزور ترین بندہ اسے یہ کہہ سکے کہ اے خدا تعالیٰ میرے پاس جو کچھ تھا وہ تو نے مجھے دے دیا تھا مگر چونکہ تیری طرف سے رحمت کا نزول نہ رہا۔ اس لئے یہ ہار گیا۔ یقیناً خدا تعالیٰ یہ اس کو برداشت نہیں کر سکتا اگر اس کمزور بندے نے اپنا سب کچھ دین کی خدمت کے لئے دے دیا ہے تو خدا بھی اپنی ساری مخلوق ان کی خدمت کے لئے لگا دے گا۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا

جامعہ احمدیہ کے متعلق

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے مجھے ایک چٹھی لکھی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعض احباب سے اس امر کا ذکر کیا تھا کہ وہ اپنے بچوں کو جامعہ احمدیہ میں داخل کرائیں میری اس تحریک پر وہ آمادہ تو ہو گئے ہیں مگر اس امر کا خدشہ ظاہر کرتے ہیں کہ جامعہ احمدیہ میں مروجہ علوم کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام نہیں اور نہ طلباء میں وسعت نظر پیدا کی جاتی ہے اسی طرح یہاں صفائی کو بھی پوری طرح ملحوظ نہیں رکھا جاتا۔ اگر اس کا ازالہ کر دیا جائے تو لوگ بغیر کسی فکر کے اپنے بچوں کو جامعہ احمدیہ میں داخل کرنے لگ جائیں گے۔ میرے نزدیک یہ امور ایسے ہیں جو صدر انجمن احمدیہ کو اپنے مدنظر رکھنے چاہئیں۔ جامعہ احمدیہ کا کورس ہمیں بہرحال قریب ترین عرصہ میں ایسا ہی رکھنا پڑے گا جس کے نتیجہ میں طلباء کو تبلیغ کے کام پر لگایا جا سکے دنیوی علوم اور ذرائع سے بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ جیسے مولوی فاضل پاس کرنے کے بعد پرائیویٹ طور پر انگریزی کے امتحانات انسان دے سکتا ہے۔ اسی طرح صفائی کی طرف بھی صدر انجمن احمدیہ کو توجہ کرنی چاہیئے جہاں تک مجھے یاد ہے اس بارہ میں

ایک تفصیلی سکیم

جو میرے سامنے پیش کی گئی تھی میں نے دفتر میں اس ہدایت کے ساتھ واپس کر دی تھی کہ اسے کسی دوسرے وقت میرے سامنے پیش کر کے ہدایات حاصل کی جائیں۔ مگر پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ابھی فرصت ہی نہیں ملی کہ وہ اس سکیم کو میرے سامنے پیش کرتا۔ بہرحال انجمن کو ان باتوں کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ صفائی اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کا انسانی صحت پر نہایت گہرا اثر پڑتا ہے۔ میں نے بارہا اپنے خطبات میں اس طرف توجہ بھی دلائی ہے مگر میں اسے کوئی ایسی اہم روک نہیں سمجھ سکتا جس کی بناء پر لوگ اپنے بچوں کو یہاں بھجوانے سے رک سکیں۔

ہم خواہ کس قدر بھی صفائی کریں

پھر بھی جس قدر یورپ کے لوگ صفائی رکھتے ہیں ہم یہاں نہیں رکھ سکتے۔ اور اگر اس رنگ کی صفائی میں مشغول ہو جائیں تو دین کا کام نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ جو دن رات انہی کاموں میں لگے رہتے ہیں وہ اپنے آپ کو خواہ مہذب سمجھتے ہوں ہم تو انہیں دین کے غدار ہی سمجھتے ہیں۔ انہی خیالات کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بڑھتے بڑھتے داڑھیوں کا صفایا شروع کر دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ داڑھی رکھنا بڑی گندی چیز ہے۔ چہرے کو صاف رکھنا چاہیئے۔ اسی طرح بوٹ کی پالش ہے۔ انگریزوں کے نزدیک جس کے بوٹ میلے ہوں وہ اس کو غیر مہذب سمجھتے ہیں لیکن میرے بوٹ ہمیشہ میلے رہتے ہیں لوگ بعض دفعہ خود ہی اٹھا کر لے جاتے ہیں اور ثواب حاصل کرنے کے لئے پالش کر دیتے ہیں لیکن پھر بھی جس حد تک

صفائی رکھنا انسانی صحت کیلئے ضروری ہے۔

اس حد تک صفائی ضرور رکھنی چاہیئے۔ اب تو یہ حالت ہے کہ بعض دفعہ رستوں میں پاخانہ پڑا ہوا ہوتا ہے۔ لوگ مرغ ذبح کرتے ہیں تو ان کی انتڑیاں اور پر وغیرہ سڑکوں پر بکھیر دیتے ہیں یہ چیز ایسی ہے جس سے طبائع میں انقباض پیدا ہوتا ہے اور صحت کے لئے بھی مضر ہے میں نے خود بعض دفعہ دیکھا ہے کہ مرغی ذبح کرنے والے نے مرغی ذبح کی تو اس کی انتڑیاں وغیرہ اسی جگہ پھینک دیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی کوئے ان انتڑیوں کو اٹھائے پھرتے ہیں کہیں پر بکھرے ہوئے ہیں کہیں کہیں خون پڑا ہوتا ہے۔ اور یہ نظارہ دیکھ کر طبیعت پر بہت بوجھ محسوس ہوتا ہے۔

نظافت کی حس

جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں رکھی ہے اس کی قربانی ہے کہ ایسے امور کا سدباب کیا جائے اسی طرح بعض اور بھی شکایتیں ہیں جو میرے پاس وقتاً فوقتاً آتی رہتی ہیں۔ مثلاً ایک شکایت ان متفرق طالب علموں کے متعلق ہے جو یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں کہ ان کی طرف پوری توجہ نہیں کی جاتی۔ صدر انجمن احمدیہ کو

ایک ایسا محکمہ بنانا چاہیئے

جو ان متفرق طالب علموں کی ضرورتوں کو پورا کر سکے یہ لڑکے دس دس پندرہ پندرہ دن کیلئے یہاں آتے ہیں کوئی کہتا ہے مجھے پہلا پارہ پڑھا دیا جائے۔ کوئی کہتا ہے مجھے آخری پارے کا ترجمہ نہیں آتا کوئی اردو سیکھنا چاہتا ہے کوئی عربی پڑھنا چاہتا ہے۔ اور چونکہ ان کی الگ الگ ضروریات ہوتی ہیں ان کی طرف پوری توجہ نہیں کی جا سکتی۔ میرے نزدیک صدر انجمن احمدیہ کو ایسی ضرورتوں کے لئے جماعت میں سے والنٹیرز طلب کرنے چاہئیں جو ترجمہ پڑھا سکتے ہوں وہ ترجمہ پڑھا دیں جو حدیثیں جانتے ہوں وہ حدیثیں سکھا دیں اور جو اسلامی مسائل سے واقفیت رکھتے ہوں وہ انہیں مسائل سے آگاہ کر دیا کریں۔ اسی طرح مرکز میں

علماء کا بڑھانا بھی ضروری ہے

تحریک جدید کے ماتحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے نوجوان تیار ہو رہے ہیں۔ جب یہ لوگ تیار ہو جائیں گے تو ان کو مساجد میں ایک ایک گھنٹہ درس دینے کے لئے مقرر کر دیا جائے گا اور پھر ان کے ذریعے اور لوگ بھی تیار ہو سکتے ہیں۔ مگر جب تک یہ لوگ تعلیم حاصل کر کے نہ آئیں اس وقت تک اسی ضرورت کو طوعی تحریک کے ذریعہ پورا کرنا چاہیئے۔ اور جیسے اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے دوستوں سے وقت مانگا جاتا ہے۔ اسی طرح

تعلیم کے لئے بھی

دوستوں سے وقت مانگنا چاہیئے اگر پندرہ بیس ایسے لوگ نکل آئیں تو بعض کو فقہ پڑھانے پر بعض کو قرآن پڑھانے اور بعض کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھانے پر مقرر کیا جا سکتا ہے پس یہ ایک ضروری امر ہے جس کی طرف صدر انجمن احمدیہ کو توجہ کرنی چاہیئے۔

اب میں دعا کر دیتا ہوں۔ سب دوست میرے ساتھ مل کر دعا کریں (اس کے بعد حضور نے دعا فرمائی)

(الفضل ۲۴ مئی ۶۲)

علمی دنیا پر مسلمانوں کے احسانات

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

اشرف المخلوقات کائنات عالم میں انسان تخلیق باری تعالیٰ کے شاہکار کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کا سردار اور اپنے رب کا دنیا میں نمائندہ ہے۔ اس کی صفات کا مظہر کامل ہے۔ ساری کائنات اس کی خادم اور اسی کے لئے بنائی گئی ہے اس لئے وہ اشرف المخلوقات کہلاتا ہے کائنات کے اسرار کی حقیقت کو معلوم کرنا اور ان کے کنہ تک پہنچنے کے لئے اسی کو غیر معمولی طاقتیں اور صلاحیتیں عطا کی گئی ہیں۔ انسان کا ذہنی فطری استعداد سے کام لے کر اپنے گرد و پیش کے حالات کا جائزہ لے کر ان کے اسباب و علل کو معلوم کرنے اور چند محسوس حقائق و نتائج تک پہنچ جانے کا نام ہی سائنس ہے۔ ان اسرار کی تہ تک پہنچنے کی خواہش طبعی اور فطری ہے سائنس فطری خواہش کو پورا کرنے کی منظم اجتماعی چار ہزار سال قبل بابلیوں کے عہد میں شروع ہوئی۔ جبکہ سائنس کو ان موقعوں کے لئے مفید بنانے کی کوشش کی گئی۔ اس کے بعد ۶۰۰ سو سال قبل مسیح یونانی وہ پہلی قوم ہے جنہوں نے علم کی تحصیل علم کی خاطر کی۔ اور وہ اس کوشش و سعی میں دوسری اقوام سے ممتاز ہیں۔ یونانیوں کے بعد اس میدان میں رومیوں کا نام آتا ہے۔ مگر جب بارسی لوگوں نے رومی تہذیب و تمدن کو روند ڈالا۔ تو یہ سائنس کی ترقی قریباً بند ہو گئی۔ اور کم و بیش ایک ہزار سال تک یہی حالت رہی۔ وہ قومیں جو پہلے مہذب اور علوم سے آراستہ تھیں، بعد میں غیر مہذب اور علوم سے تہی دست ہو گئیں اور وہ ممالک جو علوم کے گہوارہ تھے بعد میں جہالت کے مرکز بن گئے۔

یورپ کا تاریک دور زمانہ سے یورپ ایک تاریک دور میں داخل ہوا۔ مرضیات و منطق تہاہ و برباد ہو گئیں۔ جہاں یونانی علم و فضل کا کچھ نور باقی تھا۔ چوتھی اور پانچویں صدی تو انتہائی تاریک تھی۔ یورپ کا یہ تاریک دور پندرھویں صدی تک ممتد نظر آتا ہے یورپ کی تاریخ کا وہ تاریک زمانہ ہے جس میں مذہبی تعصبات۔ حکومتی نظام۔ مسلسل جنگ و جدال کی وجہ سے مخلوق کی حالت ابتر تھی وحشت

(۱)

جہالت اور توہمات کا دور دورہ تھا۔ علم و فن کی ترقی تو ایک طرف رہی۔ وہ جسمانی اور روحانی اعتبار سے غلیظ و گندے تھے۔ یہاں تک کہ غسل کرنے کو گناہ سمجھا جاتا تھا۔ پندرھویں صدی کے آخر میں یورپ کی نشاۃ ثانیہ یعنی موجودہ ترقی کا آغاز ہوتا ہے۔

اسلام کا ظہور اور عرب یورپ کی نشاۃ ثانیہ سے قریباً نو سو سال قبل چھٹی صدی عیسوی میں اسلام دنیا کے افق پر ظاہر ہوا۔ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی اصلاح و ترقی کے لئے ملک عرب میں مبعوث فرمایا۔ حضور کی بعثت کے نتیجہ میں ایک ہی رات میں معجزانہ طور پر غیر مہذب۔ غیر متمدن۔ اُمی و اَن پڑھ عرب۔ علم و فضل اور تہذیب و تمدن کے علمبردار بن گئے۔ تاریخ دان حیران ہیں کہ کس طرح ایک بدو قوم دنیا سے بالکل الگ تھلگ پڑی ہوئی تھی ایک ایسے انسان کی تربیت کے ذریعہ جس نے خود دنیا کے کسی مکتب میں تعلیم حاصل نہ کی تھی۔ اور جو علوم مروجہ سے قطعاً بے بہرہ تھا۔ وہ چند سالوں میں ساری معلوم دنیا پر چھا گئی۔ اور جنہوں نے ایک نئے نظام نئے تمدن اور نئی تہذیب کی بنیاد رکھی۔ اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق نئے نئے علوم دنیا کو عطا کئے۔ وہ جو کل تک جاہل مطلق تھے دنیا کے استاد بن گئے۔ دنیا کا کونسا علم ہے جس پر مسلمانوں کا نقش ثبت نہیں۔ اور کونسی تہذیب اور تمدن ہے جو ان کا مرہون احسان نہیں؟ کیا یہ تاریخی حقیقت نہیں کہ دور حاضرہ کے علوم و فنون کے عروج کی داغ بیل چھٹی صدی عیسوی میں پڑ چکی تھی۔ جس کے بعد تدریجاً ترقی ہوتی رہی؟

زبردست اسلامی سلطنت کا قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ۲۵ سال کے اندر اندر ۶۳۲ء میں عربوں نے عرب۔ ایران۔ شام۔ مصر اور آرمینیا کو ملا کر ایک نئی اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی۔

جب عربوں نے اپنی فتوحات شروع کیں۔ تو اس وقت دو پرانے تمدن یعنی تمدن ایران اور مشرقی حکومت مشرق کے چراغ ٹمٹما رہے تھے اور آٹھویں صدی کے ابتداء میں تو اسلامی حکومت اسپین سے لے کر ہندوستان تک پھیل گئی۔ اور مشرق و مغرب دونوں طرفوں سے یورپین حکومتوں کے لئے ایک خطرہ بن گئی

اسلامی حکومت اور علوم و فنون جب عربوں نے ایران و شام پر قبضہ کیا تو انہیں وہاں علوم یونان کا ایک ذخیرہ ملا۔ انہوں نے ان سریانی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں کروایا۔ اور اُدھر خود یونانی زبان سیکھی۔ تا وہ ان کتب کا خود مطالعہ کر سکیں۔ اس طرح عربی زبان یونانی علوم کے خزانوں کی محافظ بن گئی۔ اس کے کچھ صدی بعد مسلمانوں نے [illegible] طلیطلہ قسطلہ اور قسطلہ کی زبانیں سیکھیں۔ اسکوریل کے کتب خانہ میں عربی و لاطینی۔ عربی و یونانی۔ عربی و اسپینی لغات موجود ہیں۔ جن کے مؤلف مسلمان تھے۔ المختصر از منہ متوسطہ میں یونان و روم کے علوم عربوں کے ذریعہ سے ہی پہلے پانچ سو برس تک یورپ کے ملکوں میں عربوں کی تصانیف ہی پڑھائی جاتی تھیں۔ گویا علم و عمل کے ذریعہ عربوں نے یورپ کو مہذب متمدن بنایا۔

باوجود اس کے کہ اسلام کا آغاز تلواروں کے سائے کے نیچے ہوا۔ اور مسلمانوں نے اپنی زندگی جہاں رانی جہاں بانی سے شروع کی۔ لیکن وہ علوم کی خدمت سے غافل نہیں ہوئے۔ ابتدائی زمانہ میں دار السلطنت مدینہ میں علمی و ادبی مشاغل جاری تھے۔ حضرت علی اور حضرت ابن عباسؓ شاعری۔ گرامر۔ تاریخ اور ریاضی پر عام لیکچر دیتے۔ اور فن خطابت قرآن دانی پر لیکچر ہوتی تھیں اور تعلیم کا سلسلہ جاری تھا۔

اسلام کے عروج کے بالکل ابتدائی سالوں میں جب فلسفہ اور طب کی وہ مشہور درسگاہیں جو نسطوریوں (Nestorians) نے ایڈیسہ (Edessa) اور نصیبین میں قائم کی ہوئی تھی۔ اور برسوں سے جاری تھیں اُجڑ گئیں۔ تو ان کے فلاسفر شاہیر علم اور طلباء تلاش معاش میں مدینہ چلے گئے مختلف علوم و فنون کے ماہرین کے مدینہ میں اجتماع نے لازمی طور پر سائنس اور ادب کے حصول کا شوق مسلمانوں میں پیدا کیا۔

عہد بنو امیہ بنو امیہ کے عہد میں جب مدینہ کی ساری ظاہری شوکت دمشق میں منتقل ہوئی۔ تو ان فلاسفروں۔ ریاضی دانوں۔ فن خطابت طب اور قرأت کے ماہروں کا ایک کثیر حصہ مدینہ سے دمشق چلا گیا اور وہاں پہلے سے بھی زیادہ شوق و انہماک سے علمی مشاغل کا سلسلہ شروع ہوا۔ خلفاء بنو امیہ علم و ادب کے بڑے سرپرست تھے۔ ان کی سرپرستی میں دمشق۔ حکومت کا ہی نہیں بلکہ علم و فن کا بھی مرکز بن گیا۔ یونانی فلسفہ اور دیگر علوم۔ تاریخ۔ ریاضی۔ اخلاقیات۔ طبیعات۔ علم الاقتصاد اور سیاسیات وغیرہ پھلنے پھولنے لگے۔ ارسطو۔ جالینوس اور بطلیموس کی تصنیفات کے تراجم کئے گئے۔ شہزادہ خالد بن یزید علم دوست اور خود عالم تھا۔ اس نے ان علوم کی ترقی میں کافی مدد کی اور خود بھی علم کیمیا پر رسالے لکھے۔

عہد بنو عباس وادی دجلہ و فرات ایک سرسبز و زرخیز وادی تھی۔ اور صدیوں تک علم و حکومت کا مرکز رہ چکی تھی۔ اس وادی میں بابل نینوا اور سیلوشیا جیسے متمدن شہر علم و تہذیب کی روشنی سے صدیوں دنیا کو منور کرتے رہے۔ اس خطہ زمین میں دریائے دجلہ کے کنارے بنو عباس نے شہر بغداد کی بنیاد ڈالی۔ خلیفہ منصور کے زمانہ میں یہ تخت گاہ قرار پایا۔ جو صدیوں تک نہ صرف اسلامی حکومت کا دار السلطنت تھا۔ بلکہ علوم و فنون کا مرکز بھی تھا۔ دولت عباسیہ میں بھی علوم و فنون کی ترقی پر کافی توجہ اور زور دیا گیا۔ روشن دماغ خلیفہ منصور کے زمانہ سے لے کر مامون الرشید کی حکومت میں یہ علوم اپنی انتہا کو پہنچ گئے اور موجودہ علمی دنیا میں انہوں نے کافی اضافہ کیا۔ کیونکہ خلفائے بنو عباس خود عالم۔ علم دوست اور عالموں کے قدردان تھے۔ جہاں بنو امیہ کا عہد فتوحات ملکی کا عہد کہلاتا ہے۔ بنو عباس کا عہد علم و تہذیب کی اشاعت کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔

فاطمی خلفاء مصر علم کی سرپرستی اموی اور عباسی خلفاء تک ہی محدود نہ تھی۔ مصر کے فاطمی خلفاء بھی علم کے بڑے قدردان تھے اور اُس کی

اشاعت میں بے دریغ روپیہ خرچ کرتے تھے۔ انہی خلفاء کے وقت میں مصر نے بہت نامور ماہرین ہیئت و طبیعات اور ریاضی دان پیدا کئے۔ قاہرہ اُس وقت دنیا میں علم کا بہت بڑا مرکز تھا۔ ابن یونس جو خلیفہ عزیز باللہ کے وقت میں ہو گذرا ہے اپنے وقت کا عالم اور موجد Pendulum اور اس کی حرکات کے ذریعہ وقت کی پیمائش کرنے کا موجب تھا۔ اس کی کتاب "زیج الاکبر الحاکمی" مشہور کتاب ہے

شہر بغداد

شہر بغداد میں عباسی خلفاء کی علمی سرپرستی کا ذکر کرتے ہوئے [illegible] اپنی کتاب "خلافت" میں رقمطراز ہے:

"اس شہر (بغداد) میں دنیا کے دور دراز حصوں سے علماء فضلاء اور حکماء اکٹھے ہوئے۔ اور اس شہر میں حکایت، شاعری، تاریخ، قانون، سائنس، طب، موسیقی، صنعت و حرفت کو عباسی خلفاء نے اپنی شاہانہ سرپرستی بخشی۔"

اس شہر بغداد میں قرآن مجید کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ قدیم فلاسفروں، ریاضی اور سائنس دانوں، جالینوس، ارسطو، افلاطون، اقلیدس، بطلیموس وغیرہم کی کتب کے تراجم بھی شائع کئے گئے۔ اور یہ سب اس وقت ہوا جب یورپ موجودہ علوم و تہذیب کا واحد ٹھیکیدار جہالت اور بربریت کی تاریکی میں مبتلا تھا اور جب بحث کا سارا زور سائنس اور فلسفہ کی مخالفت کرنے پر خرچ ہو رہا تھا۔ یورپ کے اس تاریک دور میں مسلمانوں نے علوم و فنون کی شمعیں روشن کر کے یورپین اقوام کو تہذیب و تمدن کی راہ دکھائی۔ چنانچہ پروفیسر رینالڈ اے نکلسن Prof. Reynold A. Nicholson لکھتے ہیں:-

"Their discoveries count for little in comparison with the debt which we owe to the Arabs as Pioneers of learning and Bringers of Light to medieval Europe"

ان کی تحقیقات، انکشافات کے مقابل پر ہم ان کے اس قدر کے بہت مرہونِ منت ہیں کہ وہ یورپ وسطیٰ میں علم روشنی لے کر آئے۔

عرب ملک گیری کی وسعت کے ساتھ ساتھ مشرق وسطیٰ سے علم و فن اور تحقیق و انکشافات کی تڑپ کو ساتھ لے کر گئے اور علم و دانش کی یہ قندیلیں شمالی افریقہ کے شمالی ساحل اور آبنائے جبرالٹر کے راستے اسپین میں جا پہنچیں۔ اور اس ملک کے مختلف حصوں میں علوم و فنون کے مرکز قائم کر دیئے۔ قرطبہ، طلیطلہ تو مشہور مرکز ہیں۔ عربوں نے اندلس کو ایک صدی کے اندر بالکل بدل دیا۔ انہوں نے اندلس کو تمدن میں ازمنہ متوسطہ کے کل ممالک کا سرتاج بنا دیا۔ وہاں ان کا علمی تسلط بھی اسی قدر تھا جتنا کہ اخلاقی تسلط۔

مسلمانوں کے علوم و فنون کا سرچشمہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآنی تعلیمات نے مسلمانوں کی غیر معمولی فطری استعداد اور اختراعی قابلیتوں کو اجاگر کر دیا تھا۔ اور ان کے اندر حصولِ علم اور اختراعات و انکشافات کا بے پناہ جذبہ پیدا ہو گیا تھا اور اس جذبہ کا سرچشمہ قرآن مجید ہی تھا۔ کیونکہ وہ قرآن مجید میں پڑھتے تھے۔

۱۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعا (بقرہ)
۲۔ خالق الاصباح ... یعلمون (انعام رکوع ۱۲ آیت [illegible])
۳۔ الذین یتفکرون فی خلق السمٰوات والارض (آل عمران ع ۲۰)
۴۔ [illegible] الارض (آل عمران ع [illegible])

یعنی انسان اشرف المخلوقات ہے اور دنیا کی ساری چیزیں اس کے فائدہ اور اس کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ سورج، چاند حساب کا ذریعہ ہیں۔ ستاروں کو خدا تعالیٰ نے اس لئے بنایا ہے تاکہ تم ان کے ذریعہ خشکی اور تری کی مشکلات میں راہ معلوم کرو۔ ہم نے علم والی قوم کے لئے نشانات کھول کر بیان کر دیئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندے زمین و آسمان کی پیدائش اور اجرام سماوی کی نقل و حرکت پر بھی غور و فکر کرتے ہیں۔ زمین میں خوب پھرو اور خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرو۔ اور نئے نئے تجربات حاصل کرو۔

اس تخیل اور نقطۂ نگاہ سے مسلمانوں نے ہر چیز کو دیکھا۔ اس کو اپنی خدمت کے لئے مسخر کیا۔ اور اس کی سیر و سیاحت کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے ان نئے علوم کی بنیاد پڑی جس سے دنیا پہلے بالکل بے خبر تھی۔ پس دنیا کے علوم کی ساری ترقی صرف اس تخیل کی مرہونِ منت ہے۔ جو ایک فرزند صحرائے عرب نے اس کو دیا۔ اس تخیل نے پہلے اس کے متبعین کو سرشار کیا اور ان کے ذریعہ دنیا نے اس کے نقش کو قبول کیا۔ سلطنت اسلامیہ بغداد میں اور سیاسی انتشار خلافت کی وجہ سے اگرچہ تین حصوں میں منقسم ہو چکی تھی۔ (۱) بغداد میں بنو عباس (۲) مصر میں [illegible] (۳) غرناطہ میں اور اسپین میں بنو امیہ حکمران تھے مگر یہ تینوں سلطنتیں قرآنی تعلیم کی اتباع میں علم و ادب اور تہذیب و تمدن کی خدمت و اشاعت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ تمام سلطنتوں میں علمی اداروں، لائبریریوں، رصدگاہوں، تجربہ گاہوں اور ہسپتالوں کا جال بچھ چکا تھا۔ جن کی بدولت انسانی تہذیب پروان چڑھ رہی تھی۔ اور اسلامی ممالک سے پھوٹنے والی علوم و فنون کی شعاعیں مشرق و مغرب کو منور کر رہی تھیں۔

چنانچہ مسٹر رابرٹ بریفالٹ (Robert Briffault) اپنی مشہور کتاب Making of Humanity (تعمیر انسانیت) میں اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ دنیا میں مختلف علوم کی بنیاد کس طرح پڑی اور کس طرح ان کی ترقی ہوئی۔ تحریر فرماتے ہیں:-

"یورپ کی تہذیب اور تمدن کا احیاء پندرھویں صدی میں نہیں بلکہ اس سے پہلے عربوں اور مسلمانوں کے زیر اثر ہوا۔ اٹلی نہیں بلکہ سپین یورپ کی نشاۃ ثانیہ کا گہوارہ تھا۔ یورپ اخلاقی اور تمدنی پستی اور بربریت کی گہرائیوں میں تدریجاً گرتے گرتے جہالت اور ذلت کی عمیق ترین تاریکیوں میں مبتلا تھا۔ جب اسلامی دنیا کے بڑے بڑے شہر بغداد، قاہرہ، طلیطلہ اور قرطبہ علوم، تہذیب و تمدن کے ترقی پذیر مرکز تھے۔ انہی مرکزوں میں تازہ زندگی کی روح پیدا ہوئی جس نے بعد میں انسانی ارتقاء کی ایک نئی شکل اختیار کی۔ اس وقت سے ہی جب اسلامی تہذیب کا اثر محسوس ہونا شروع ہوا دنیا میں ایک نئی زندگی کی رو پیدا ہونا شروع ہوئی۔"

پس یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ یورپ کی نشاۃ ثانیہ سے پہلے عربوں نے علوم و فنون کے میدان میں کافی ترقی حاصل کر لی تھی۔ نویں صدی عیسوی کا عہد تو اسلامی دنیا کا "سنہری زمانہ" قرار دیا جاتا ہے۔ اس عہد میں عربوں نے اپنے تجربات و انکشافات کے ذریعہ سے ہی علم کو ترقی نہیں دی بلکہ دار العلوم اور لائبریریوں کے قیام، تصانیف کی اشاعت اور عالموں کی قدردانی اور سرپرستی کے ذریعہ علوم کی اشاعت کی۔ بغداد میں حکومت کی سرپرستی میں ایک علمی مجلس "اخوان الصفا" قائم ہوئی۔ جس نے دسویں صدی کے آخر تک علم اور سائنس کی اشاعت کا خوب کام کیا۔ اسپین میں الحاکم ثانی کے عہد (۹۶۱-۹۷۶) میں قرطبہ اور طلیطلہ کی یونیورسٹیوں میں سائنس ترقی اپنے عروج پر تھی۔ باقی علمی مراکز قاہرہ، بغداد، دمشق، نیشاپور اور اسکندریہ میں نئی اور پرانی کتب کو رقم کثیر صرف کر کے شائع کیا گیا۔ اس کا فائدہ یورپ کو بھی ہوا۔ انہوں نے عربوں سے ہی یونانی اور رومی علوم حاصل کئے۔ نویں اور دسویں صدی عیسوی میں جب مسلمانوں کا تمدن اندلس میں اعلیٰ پیمانہ پر تھا۔ تو اس وقت یورپ نیم وحشی حالت میں تھا جیسا کہ بیان ہے، بڑے سے بڑا عالم راہب ہوتا تھا جس کا علم چند مذہبی یونانی صحائف تک محدود تھا۔ جب گیارھویں اور بارھویں صدی میں عیسائیوں میں علم کے حصول کی کچھ امنگ اور رغبت پیدا ہوئی۔ اور چند روشن خیال لوگوں نے جہالت کے پیرائے کفن کو پھاڑ کر روشنی اور نور میں آنے کی ضرورت محسوس کی۔ تو انہوں نے عربوں کی طرف ہی رجوع کیا۔ کیونکہ ایک ان کو دنیا کے قلب و وسط میں رہنے کی وجہ سے مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ دوسری طرف وہ یونان، روم اور ایران کے بے بہا علمی خزائن کے وارث و مالک تھے۔ ان حالات نے مسلمانوں کو علمی میدان میں دنیا کی سرداری عطا کی اور انہوں نے بھی اس سرداری کا پورا حق ادا کیا۔ مشرق میں بغداد اور مغرب میں قرطبہ (اسپین) نے دنیا کے کناروں تک علم کی روشنی کو پہنچایا۔ ہسپانیہ میں غرناطہ، سیویل (Seville) اور طلیطلہ علم کے مشہور مرکز تھے۔ قرطبہ دنیا کی شان و شوکت کا روشن ترین ہیرا، اسلامی تہذیب کا گہوارہ تھا۔ یورپ کے ہر کونے سے طالب علم قرطبہ کے مشہور علماء کے سامنے زانوئے تعلم و تلمذ تہ کرنے آتے تھے۔ طب، علم ہیئت، جغرافیہ، کیمسٹری، تاریخ، طبعیات غرض علم کی ہر شاخ کے متعلق قرطبہ کی یونیورسٹیوں میں تعلیم دی جاتی تھی۔

درخواست دعا

میرے چچا شیخ حفیظ اللہ صاحب کو پندرہ روز سے ہچکی کی تکلیف ہو رہی ہے۔ احباب ان کی شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے عاجزانہ دعا درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

آمین۔

خاکسار
بشیر احمد واقف زندگی
ولد شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ پونچھ

مسئلہ ختم نبوت

امتناع نظیر خاتم النبیین کا نظریہ

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن ۔ بمبئی

(۱)

ذیل کا مضمون کتاب "فتنۂ قادیانیت" شائع کردہ ادارہ اہل سنت والجماعت حیدرآباد دکن کا جواب ہے ۔ اس جواب کی پہلی قسط "احمدیوں اور غیر احمدیوں کا بنیادی موقف" کے عنوان سے بدر کی دو اشاعتوں ۲/۶۲ ، ۲۲ و ۳/۶۲ میں درج ہو چکی ہے ۔

ایک مذہبی تخیل کہ بزرگوں کے انفاس قدسیہ سے مردوں میں زندگی لوٹ آتی ہے ۔ اسلام سچ مچ اس تخیل کا اوتار بن کر آیا ۔ عہد رسالت میں جن جن لوگوں نے خدا و رسول کی دعوت پر لبیک کہی وہ بے عملی کی قبر سے نکل کر عمل کے میدان میں آ گئے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے

یا ایھا الذین آمنوا
استجیبوا للہ وللرسول
اذا دعاکم لما یحییکم

مومنو! جب خدا اور رسول
تم کو پکاریں تو تم ان کی دعوت
قبول کرو ۔ وہ تم کو زندگی بخشیں
گے ۔

جب ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندگی کے جذبات سے معمور تھے ۔ وہ نیکیوں کی بلندی پر چڑھتے تھے ان کا رجحان طبیعت مثبت تھا اور طرز فکر تعمیری ۔ وہ زندگی کی حقائق سے گریز کرنا گناہ سمجھتے تھے ۔ وہ جب الوہیت و نبوت کے اسرار پر غور کرتے اس وقت بھی حقیقت سے دور نہیں جاتے تھے وہ خدا کو مجیب ۔ حبیب اور کلیم کی حیثیت سے جانتے تھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو "رحمۃ للعالمین" کے طور پر پہچانتے تھے ۔ وہ خود زندہ تھے اس لئے انہیں اسلام کی تمام تعلیمات میں زندگی کا فیضان نظر آتا تھا ۔ وہ "زندہ خدا" اور "زندہ نبی" پر ایمان رکھتے تھے ۔

لیکن جب مسلمان عہد رسالت سے نکل کر "ملک عضوض" کے زمانے میں آئے تو ان کی طبیعت کا رنگ بدل گیا ۔ مسائل دینیہ کے مقابل فلسفہ کی قدر و قیمت بڑھ گئی ۔ حدیث ۔ فقہ اور علم کلام کے مباحث چھڑے مگر ان میں یونانی فلسفے کی چاشنی بڑھتی گئی ۔ حتیٰ کہ وہ وقت بھی آیا ۔ جب خدا کی قدرت زیر بحث آئی اور یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا خدا اپنی نظیر پیدا کر سکتا ہے ؟ جواب ملا نہیں ۔

پھر دوسرا سوال یہ پیدا ہوا کہ کیا خدا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر پیدا کر سکتا ہے ؟ تو اس کا جواب بھی نفی میں دیا گیا ۔

مولٰینا اسمٰعیل شہید اور مولٰینا خیر آبادی کی بحث

حضرت مولٰینا شاہ اسمٰعیل شہید اور مولٰینا فضل الحق خیر آبادی کی بحث "امتناع نظیر خاتم النبیین" ایک مشہور بحث ہے حضرت شاہ صاحب موصوف کا عقیدہ یہ تھا کہ "خاتم النبیین" کی نظیر "ممکن بالذات" ہے ۔ اور "ممتنع بالغیر" اور مولٰینا فضل الحق خیر آبادی اس کو "ممتنع بالذات" کہتے تھے ۔ یہ خالص منطقی اصطلاحیں اور فلسفیانہ بحث ہے ۔ "ممکن بالذات" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نظیر پیدا کرنے پر قادر ہے ۔ مگر چونکہ "خاتم النبیین" کے بعد اب اس جیسا کوئی پیغمبر نہیں ۔ اس لئے اب ان کی نظیر پیدا کرنا خدا کے لئے بھی محال و ممتنع ہے ۔ لیکن فضل الحق خیر آبادی نے معاملہ کو صاف کر دیا اور کہہ دیا کہ خدا "خاتم النبیین" کی نظیر پیدا نہیں کر سکتا ۔ دو مرتبہ گرم ہو گئی اس بحث نے دو سرد

مرزا غالب کی مثنوی امتناع نظیر خاتم النبیین

مرزا غالب حضرت مولٰینا فضل الحق خیر آبادی کے دوست تھے ۔ انہوں نے مرزا غالب سے فرمائش کی کہ "امتناع نظیر خاتم النبیین" کے نظریہ کی تائید میں ایک نظم لکھ دو ۔ مرزا صاحب نے قلم اٹھایا مگر جا بجا شاخسانے نکال لئے ۔ یہ نظریہ ہی عجیب ہے ذہن سا ہے کہ اللہ تعالیٰ "خاتم النبیین" کی نظیر پیدا نہیں کر سکتا ۔ یہاں پہنچ کر مرزا صاحب نے بڑی مشکل محسوس کی مگر وہ اپنے دوست کے حکم کی خلاف ورزی بھی نہیں کرنا چاہتے تھے ۔ اس لئے ایک دوسرا نظریہ ایجاد کیا اور کہا کہ اس زمین پر تو خدا خاتم النبیین کی نظیر پیدا نہیں کر سکتا ۔ مگر اس کرۂ زمین کے علاوہ اور جہاں جہاں انسانی آبادی ہو گی خدا وہاں خاتم النبیین کی نظیر بھی پیدا کرے گا ۔ یہ کلیات غالب کی فارسی مثنوی ہے ۔ اس کے یہ

اشعار دیکھئے ۔ مرزا غالب نے مولٰینا فضل الحق خیر آبادی کے نظریہ سے فرار کی کیسی صورت نکالی ۔ وہ لکھتے ہیں :-

دیں کہ گوئی توانا کردگار
چوں محمد دیگرے آرد بکار
با خداوند مہ گیتی آفریں
ممتنع نبود ظہور ایں چنیں
نغز گفتی نغز تر باید شگفت
آنکہ پنداری کہ ہست اندر نہفت
صورت پیدائش عالم نگر
یک مہ و یک مہر و دیگر آفرید
حق دو مہر از سوے خاور آورد
کور باد آں کو نہ باور آورد
لیک در یک عالم از روئے یقیں
خود نمی گنجد دو ختم المرسلیں
یک جہاں تا ہست یک خاتم بس است
قدرت حق را نہ یک عالم بس است
خواہد از ہر ذرہ آرد عالمے
ہم بود ہر عالمے را خاتمے
ہر کجا ہنگامۂ عالم بود
رحمۃ للعالمینے ہم بود
کثرت ابداع عالم خوبتر
یا بیک عالم دو خاتم خوبتر
در یکے عالم دو تا خاتم مجو
صد ہزاراں عالم و خاتم بجو

ترجمہ - اور یہ جو تم کہتے ہو کہ طاقتور خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا دوسرا انسان بھی پیدا کر سکتا ہے ۔ دو جہان کے پیدا کرنے والے خدا کے لئے اور ایک ایسے ہی انسان کا پیدا کرنا محال نہیں ہے ۔

خوب نادر بات کہی اور اس سے زیادہ نادر بات سنو

عالم کی پیدائش پر غور کرو ۔ ایک چاند ایک سورج ۔ اور ایک خاتم کا نمونہ جس نے سورج ۔ چاند اور ستاروں کو پیدا کیا ۔ وہ ایک اور سورج پیدا کر سکتا ہے

خدا پورب کی طرف سے دو سورج طلوع کرتا ہے ۔ وہ اندھا ہے جو اس پر یقین نہیں کرتا ۔

لیکن ایک عالم میں ازروئے یقین[1] دو خاتم النبیین نہیں سما سکتے ہیں ایک عالم کے لئے ایک ہی خاتم النبیین کافی ہے ۔ لیکن خدا کی قدرت کے لئے ایک عالم کافی نہیں ہے ۔

وہ چاہے تو ہر ذرے سے ایک عالم پیدا کر سکتا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی ہر عالم کے لئے "ایک خاتم النبیین" بھی ہو گا ۔ وہاں ایک خاتم النبیین بھی ہو گا ۔

جہاں کہیں ہنگامۂ عالم ہو گا وہاں ایک خاتم النبیین بھی ہو گا ۔ بہت سے عالموں کا پیدا کرنا اچھا ہے یا ایک عالم میں دو خاتم النبیین کا پیدا کرنا بہتر ہے ؟

ایک عالم میں دو خاتم النبیین کو مت ڈھونڈو ۔ لاکھوں عالم پیدا کرو اور لاکھوں خاتم النبیین کے وجود پر یقین رکھو

مثنوی کے ان اشعار سے ظاہر ہے کہ مرزا غالب نے مولٰینا خیر آبادی کے مسلک سے فرار کی بہت اچھی صورت نکالی تھی ۔ مگر مولٰینا خیر آبادی کب اپنی شکست ماننے والے تھے ۔ انہوں نے جب مثنوی کے یہ اشعار سنے تو اپنے دوست پر بہت برافروختہ ہوئے اور کہا کہ میرا مسلک یہ کہاں ہے کہ دوسرے عالم میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر پیدا کی جا سکتی ہے ۔ میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر اللہ تعالیٰ نہ یہاں پیدا کر سکتا ہے نہ وہاں ۔

مولٰینا کی یہ برہمی دیکھ کر مرزا غالب نے اپنی اس مثنوی پر ایک پیوند لگایا ۔ اور اس کے بعد چند اشعار زیادہ کر دیئے ۔ جن میں سے دو یہ ہیں ۔

ہر کرا با سایہ نہ پسندد خدا
ہمچو اوئی نقش کے بندد خدا
منفرد اندر کمال ذاتیست
لاجرم مثلش محال ذاتیست

ترجمہ ۔ اللہ تعالیٰ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ بھی پسند نہیں کرتا ۔ پھر اس جیسا دوسرا نقش خدا کب پسند کرے گا ۔

وہ اپنے ذاتی کمالات میں منفرد ہے اس لئے اس کی مثل بھی محال ذاتی ہے ۔

یعنی بات یہیں آ کے ختم ہوئی کہ "نظیر خاتم النبیین" صلی اللہ علیہ وسلم ممتنع بالذات ہے ۔

منفی رجحانات کا غلبہ

یہ ایک مثال ہے اس بات کی کہ عہد رسالت کے بعد "مسائل دینیہ" میں فلسفیانہ خیالات نے کس طرح اپنا اثر و رسوخ حاصل کیا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دن بدن اسلامی عقائد میں ریب و شک پیدا ہوتا گیا اور متشککین کی ایک جماعت بھی وجود میں آ گئی ۔ مسلمانوں کا وہ قافلہ جو "عہد رسالت" میں یقین ایمان اور زندگی کے جذبات سے معمور ہو کر چلا تھا ۔ آہستہ آہستہ اس کیفیت سے محروم ہوتا گیا ۔ ان کی طبیعت پر منفی رجحانات غالب آتے گئے ۔ اور ہر مسئلہ کی تحقیق میں یاس و قنوطیت کا غلبہ بڑھتا گیا ۔ ہر وہ مسئلہ جس کا تعلق انسانیت کے عروج و ارتقاء سے ہے ۔ اس کا جواب نفی میں دیا گیا ۔

کیا تم خدا سے ہم کلام ہو سکتے ہو ؟
نہیں ۔
کیا تم خدا کے فرشتے سے بات چیت کر سکتے ہو ؟
نہیں ۔
کیا تم کمالات نبوت حاصل کر سکتے ہو ؟
نہیں ۔

[1] مرزا غالب صاحب کا یہ شعر پڑھ کر مجھے شیخ سعدی کا یہ قول یاد آ گیا

دہ فقیر در گلیمے خسپند
دو دو بادشاہ در اقلیمے نگنجند

غرض ان کے عقائد و خیالات میں منفی رجحانات کا اتنا غلبہ ہوا کہ وہی قافلہ جو عہدِ رسالت میں امید، حوصلہ، استحکام، کا قوت سے کر چلا تھا یاس و تنوطیت کا مجسمہ بن گیا۔

غضب تو یہ ہے کہ قنوطیت کا سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا۔ بلکہ جب ان سے پوچھا گیا کہ تم امام مالک، ابوحنیفہ، شافعی اور امام حنبل جیسے ہو تو فرمایا نہیں۔ دروازۂ اجتہاد تو بند ہوگیا۔ اب کوئی مجتہد کیسے بنے گا۔

پھر ان سے پوچھا گیا کہ کیا تم شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جیلانی بن سکتے ہو تو فرمایا کہ نہیں مسکینو یہ مقام بھی نہیں مل سکتا۔ غرض ہر مرتبۂ کمال کا جواب نفی میں دیا گیا۔

ہم جب مؤلف "فتنۂ قادیانیت" اور ان کے ہم خیالوں کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوئ نبوت پر واویلا مچاتے دیکھتے ہیں تو ہمیں کچھ تعجب نہیں ہوتا۔ ہم صرف یہ سمجھتے ہیں کہ یاس و قنوطیت کے مریض اپنے مرض کا اظہار کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا دعوئے الہام

یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

تو یہ فسردہ زندگی سخت جی قنوطیوں پر سکرات کا عالم طاری ہوگیا۔ مدت کا مریض جام صحت نوش نہیں کر سکا۔ بیمار ذہنیت صحت مند عقیدے کی تاب نہ لا سکی۔ ان کی زبان سے یہ پیغام حیات سننے کے بعد بھی اگر کچھ نکلا تو قوم یوسف کا یہ قول تھا کہ

لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا۔

ان کے بعد کوئی رسول نہیں آئیگا۔

مگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام "نوا را تلخ تر میزن چو ذوقِ نغمہ کمیابی" کے مطابق اپنے اس عقیدے پہ اور زور دیتے گئے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"میں اسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا۔ اور پھر اسحاق سے اور اسمٰعیل سے اور یعقوب سے اور یوسف سے اور موسےٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہم کلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی۔ ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر تمام دنیا کے پہاڑوں کے برابر میرے اعمال

ہوتے تو پھر بھی میں یہ شرف مکالمہ و مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔ کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۴)

پھر آپ نے فرمایا کہ

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مہر دی۔ جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اسی وجہ سے آپ کا نام "خاتم النبیین" ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی "کمالات نبوت" بخشتی ہے اور آپ کی روحانی توجہ "نبی تراش" ہے۔"

(تجلیات الٰہیہ صفحہ ۱۶ حاشیہ)

خاتم النبیین کی تفسیر میں عام مسلمان جس منفی رجحان سے کام لیتے ہیں۔ اور "مایوسانہ ذہنیت" کا اظہار کرتے ہیں۔ آپ نے اس پر بھی اظہار افسوس کیا اور فرمایا۔

"مسلمانوں میں سے سخت نادان اور بدقسمت وہ لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ نعوذ باللہ ایک بجھا ہوا چراغ ہیں۔ بلکہ مردہ چراغ ہیں جن کے ذریعہ دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا۔"

پھر اس کے آگے آپ لکھتے ہیں کہ

"کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلی طور پر نبوت کے کمالات سے متمتع کرے۔ اور روحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلاوے۔ اسی پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لے کر خدا شناسی کا دودھ پلاتے ہیں پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو نعوذ باللہ آپ کی نبوت ثابت نہیں ہو سکتی۔ مگر خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں آپ کا نام "سراج منیر" رکھا ہے۔ جو دوسروں کو روشن کرتا ہے۔ اور اپنی روشنی کا اثر ڈال کر دوسروں کو اپنی مانند بنا دیتا ہے۔"

(تجلیات الٰہیہ)

خط کشیدہ عبارت پر غور کرنا چاہیے آپ کے یہ عارفانہ احساسات کیا ہیں؟ یقین اور اولوالعزمیوں کا ایک روح پرور پیغام ہے وہ لوگ جو خدا کی تمام رحمتوں سے روٹھ کر بیٹھے ہیں جن کے پاس دیدارِ خدا وندی ہے نہ الہام الٰہی، نہ فرشتوں کی معیت ہے نہ کمالات نبوت۔ کیا یہ سیدنا حضرت

مسیح موعود علیہ السلام کے حریف ہونے کا دعوے کر سکتے ہیں۔ ھل یستوی الاحیاء والاموات۔

مقام الوہیت

لیکن اس اختلاف کا سبب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ جن لوگوں نے "کمالات نبوت" سے انکار کیا۔ ہم انہیں مقام الوہیت حاصل کرنے کی تڑپ میں سرگرداں پاتے ہیں یہ مفہوم ادا کرنے کے لئے ان کے ہاں بہت سی اصطلاحیں ہیں۔ جیسے مقام وصل۔ مقام فنا۔ اور ان میں سے ہر اصطلاح کی ایسی تعریف کی گئی۔ کہ جس پر یہ تعریف صادق آگئی۔ وہ "دائرۂ عبدیت" سے نکل کر "مرتبۂ الوہیت" میں داخل ہوگیا۔ وجودی صوفیا کا یہ قول کہ

خلق الاشیاء وھو عینھا
خدا نے اشیاء بنائیں اور خدا ان کا عین ہے

ایک مسلمان کو بھی "کمالات نبوت" حاصل کرنے کی بجائے "مقام الوہیت" حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

مولانا روم

مولانا روم کا مسلک گرچہ یہی ہیں کا مسلک ہے جس کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام "فنا و نظری" کہتے ہیں۔ لیکن انہوں نے مثنوی کی ابتداء جس طرح کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی انسان کو وجود حقیقی کا ایک جز قرار دیتے ہیں۔ ان کے یہ اشعار پڑھیئے۔

بشنو از نے چون حکایت می کند
وز جدائیہا شکایت می کند
کز نیستان تا مرا ببریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند
ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصل خویش
ہر کسے از ظن خود شد یار من
وز درون من نجست اسرار من

یعنی وہ کہتے ہیں کہ ذرا بانسری کا نغمہ سنو وہ جدائی کی شکایت کر رہی ہے وہ کہتی ہے کہ مجھ کو جنگل سے کاٹ ڈالتے ہو۔ اسی لئے میری آواز سے مرد و زن نالاں ہیں۔ جو اپنی اصل سے دور ہوگیا۔ وہ پھر اپنے وصل کا زمانہ چاہتا ہے سب اپنے خیال میں میرے دوست ہیں۔ لیکن کسی نے میرے پوشیدہ راز کی جستجو نہیں کی۔

اب دیکھئے کہ وجودی صوفیاء نے انسان کو بھی وجودِ حقیقی کا ایک جزء قرار دیا ہے۔ وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں۔ کہ ایک دن انسان اپنی اصل یعنی "وجود حقیقی" میں ضم ہو جاتا ہے۔ یہ خیال طبعاً انسان کو مقام الوہیت حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اگر میں ان کے اقوال و ملفوظات سے اس جگہ اس مضمون کو پھیلاؤں تو بات بہت طویل

ہو جائے گی۔ حضرت محی الدین ابن عربی کا یہ قول کہ

ولا یلقی علیک الوحی
فی غیرہ ولا تلقی
(خفیفہ ھو کلمۃ اسماعیلیہ)

یعنی اگر تو خدا کا غیر ہے تو تجھ پر نہ وحی آسکتی ہے نہ اس سے ملاقات ہو سکتی ہے

اس مقولہ پر غور کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ یہ انسان کو کس طرف لے جا رہا ہے۔

اطاعتِ رسول

اس کے مقابل پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصانیف میں تقرب کا صرف ایک ہی طریقہ بیان کیا ہے اور وہ ہے اطاعتِ رسول کا طریقہ۔ پھر اس کی تشریح اضافہ تشریح مقام فنا فی الرسول۔ اور نظریۂ بروز سے کی ہے سچ پوچھئے تو یہ تین اہم موضوع ہیں۔ جو آپ کی طرف سے "اسلامی تصوف" کو عطا کئے گئے۔ ضرورت تھی کہ اسلامیانِ عالم کا تعلیم یافتہ طبقہ ان موضوعوں پر غور کرتا اور یہ سمجھتا کہ آپ سے پہلے "استمداد بالارواح" اور "تصور شیخ" کا جو طریقہ مروج تھا۔ قرب الٰہی حاصل کرنے کا صحیح طریقہ وہ تھا یا یہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا طریقۂ "استمداد بالارواح" میں بزرگوں کی مقدس ارواح سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اور ان سے رابطہ پیدا کیا جاتا ہے۔ "تصور شیخ" میں اس شیخ طریقت کو قرب کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ جس کے ہاتھ پہ مرید نے بیعت کی ہے۔

مرشد کامل

مگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے "مرشد کامل" حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو ہمیں درود و سلام بھیجنا چاہیئے۔ اور ہر وقت انہیں کی اتباع مدنظر رکھنی چاہیئے۔ خدا ہم سے خود محبت کرنے لگے گا۔ خدا کا حکم یہ ہے کہ

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم کو دوست رکھے گا۔

خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اس محبت کے پاکیزہ جذبات کا اظہار کیا۔ آپ فرماتے ہیں

واللہ انی قد تبعت محمداً
وفی کل آنٍ من سناہ ازہر

بخدا میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے جس کی روشنی سے منور ہو رہا ہوں

آپکا ایک حوالہ تجلیات الٰہیہ سے اوپر نقل کر آیا ہوں آپ یہی بات براہین احمدیہ حصہ پنجم میں بھی لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ

"پس اتباع کامل کی وجہ سے میرا نام نبی ہوا اور میں نے محض نبوت حاصل کی جس سے میرا نام نبی ہوگیا..."

حیدر آباد (دکن) میں ایک دلچسپ مذاکرہ علمیہ

اسلامی اور مسیحی دلائل کا موازنہ

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے یا زندہ ہیں" اس عنوان کے ماتحت حیدر آباد (دکن) میں بتاریخ ۷ر اپریل ۱۹۶۲ء ایک مذاکرہ علمیہ منعقد کیا گیا۔ مقامی اخبارات و اشتہارات کے ذریعہ اعلان کیا گیا تھا کہ احمدیہ جوبلی ہال میں ٹھیک ۹ بجے صبح مذاکرہ شروع ہوگا۔ عیسائیوں کی طرف سے پادری امراللہ صاحب ملوی بائیبل سے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی ایل ایل۔ بی قرآن مجید سے حضرت مسیح علیہ السلام سے متعلق اپنے اپنے عقائد کو ثبوت پیش فرمائیں گے۔

۹ بجے تک احمدیہ جوبلی ہال غیر احمدی، عیسائیوں اور احمدیہ جماعت کے احباب سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ چنانچہ بعد میں آنیوالوں کو کھڑے رہنا پڑا۔ ٹھیک ۹ بجے مولوی مبارک علی صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ حیدر آباد کی صدارت میں اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم محمد صادق صاحب کی تلاوت اور عبدالقیوم صاحب کی نظم کے بعد مکرم میر احمد صادق صاحب ایم۔ اے نے اس مجلس مذاکرہ کے مقاصد مختصراً بیان کئے۔ ساتھ ہی اس امر کی وضاحت کردی کہ ہر مقرر کی تقریر کے بعد مقرر کی اجازت سے ایک شخص صرف دو سوال کرے گا سلسلے۔ چنانچہ

پہلی تقریر مکرم محمد عبداللہ صاحب بی ایس۔ سی نے فرمائی۔ آپ نے قرآن مجید کی آیات و احادیث سے نہایت تفصیل کے ساتھ واضح رنگ میں استدلال فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں۔ ساتھ ہی آیات قرآن مجید سے یہ بھی ثابت کیا کہ دنیا میں جو خدا کے علاوہ معبود ٹھہرائے جاتے ہیں وہ خالق نہیں ہیں۔ بلکہ وہ پیدا کئے گئے ہیں اور وہ زندہ نہیں ہیں بلکہ سب کے سب وفات شدہ ہیں جن میں مسیح کو معبود ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس لئے وہ زندہ نہیں ہیں۔ موصوف کی ایک گھنٹہ کی تقریر کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا۔ چنانچہ غیر احمدیوں میں سے دو دوستوں نے ... بیچ پیچیدگیے سوالات کئے جس کا جواب معقول پیرایہ میں دیا گیا۔

دوسری تقریر پادری امراللہ صاحب ملوی نے کی۔ انہوں نے کہا کہ کتب مقدسہ کی رو سے خداوند مسیح صلیب پر فوت ہوئے اور تیسرے دن اٹھے اور آسمان پر اٹھائے گئے۔ بائیبل سے مختلف آیات پیش کرکے اپنے اس عقیدہ کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔ طریقہ یہ تھا کہ پادری صاحب کے ساتھ ان کے ایک حواری تھے۔ بدقسمتی سے وہ بھی مسلمان مائل بہ عیسائیت تھے۔ مائیکروفون پر آکر وہ آیات پڑھتے جاتے تھے اور پادری صاحب اس کی تشریح فرماتے تھے۔ تقریر کے بعد احمدیوں اور غیر احمدیوں میں سے دو تین اصحاب نے پادری صاحب سے مختلف سوالات کئے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پادری صاحب کا پیش کردہ جواب انہیں مطمئن نہ کرسکا۔ خصوصاً اس سوال پر پادری صاحب سخت پریشان ہوئے۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ تیسرے دن کے بعد مسیح نے اپنے زخم دکھلائے اگر جسم جلالی تھا تو وہ صلیب پر مرے نہیں اگر روحانی جسم تھا تو زخم کیسے؟

آخر میں مولوی مبارک علی صاحب فاضل (ربوہ) نے صدارتی تقریر فرمائی۔ اور جلسہ تقریباً بارہ بجے دعا پر برخاست ہوا۔ برخاستگی سے پہلے صدر صاحب نے اعلان فرمایا کہ جو حضرات جماعت احمدیہ کا لٹریچر دیکھنا چاہتے ہوں وہ سیکرٹری صاحب تبلیغ سے حاصل کریں۔ لٹریچر کی تقسیم کا انتظام پہلے ہی سے کر لیا گیا تھا۔ چنانچہ انگریزی اور اردو میں چھپے ہوئے لٹریچر کثیر تعداد میں تقسیم کئے گئے۔ ۲۰-۲۵ غیر احمدی نوجوان جو جلسہ کے بعد رک گئے تھے مولوی مبارک علی صاحب کے گرد جمع ہو گئے۔ مختلف سوالات احمدیت کے تعلق سے کرنے لگے۔ مولوی صاحب نے قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیلی جوابات سے انہیں مطمئن کرنے لگے اور یہ دوسری محفل تقریباً رات کے ۲ بجے ختم ہوئی۔

—— (۲) ——

۱۴ر اپریل کو اسی طرح معرفت الٰہی اور کتب مقدسہ کے زیر عنوان مجلس مذاکرہ سے متعلق مقامی اخبارات کے ذریعہ اور اشتہارات کے ذریعہ اعلان کیا گیا۔ دراصل یہ عنوان پادری امراللہ صاحب ملوی کا دیا ہوا تھا وہ بہت مصر تھے کہ اس عنوان کے تحت

۱۴ر اپریل کو رکھ دیا جائے۔ لیکن پادری صاحب کو اطلاع دی گئی کہ ۷ر اپریل کا پروگرام طے شدہ ہے۔ اس لئے ۱۴ر اپریل کو اس عنوان کے ماتحت اگر

قبل از وقت سلسلے فرمائیں تو قطعیت دی جائے گی۔ چنانچہ چوہدری مبارک علی صاحب فاضل نے بعد میں خود ہی پادری صاحب سے ۱۴ر اپریل سے قبل بالمشافہ گفتگو کی اور پروگرام طے کر لیا گیا۔ ۹ بجے سے احباب آنے شروع ہوئے ۹½ بجے تک تمام کرسیاں پُر ہو گئیں۔ مکرم محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی کی صدارت میں مولوی بشیر الدین صاحب مبلغ کی تلاوت اور محمد عارف الدین صاحب کی نظم کے بعد ٹھیک ۹½ بجے جلسہ کا آغاز ہوا۔ پہلی تقریر پادری امراللہ صاحب کی تھی۔ چنانچہ پادری صاحب نے یوحنا کی انجیل سے ایک آیت پڑھی "تم جسے نہیں جانتے اس کی پرستش کرتے ہو۔ ہم جسے جانتے ہیں اس کی پرستش کرتے ہیں"۔ اس کی تشریح بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایک معرفت کا طریقہ انسانی جستجو ہے دوسرا خدا کا خود اپنے کو ظاہر کرنا ہے تیسرا اللہ سننے والا و دیکھنے والا ہے۔ اسکی تفصیل بیان کرتے ہوئے پادری صاحب نے کہا کہ معرفت الٰہی یہ ہے کہ خدا انسان بن گیا مسیحی زاویہ نگاہ سے ہم نے المسیح میں اور ان تمام محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے اللہ دیا۔ مسیح کے قرب کو ... انجیل تک پہنچا ... تقریر کے بعد مولوی مبارک علی صاحب فاضل نے پادری صاحب سے سوال کیا کہ انجیل میں آتا ہے کہ پہلے لوگوں نے غیر محدود خدا کی صفات کو فانی انسان کے اندر محدود کرنا چاہا تو ان کے فہم نافہمی میں بدل گئے۔ اسی سلسلہ میں رسولوں کی یہ آیت پیش کی گئی اور غیر فانی

خدا کے جلال کو فانی آدمی اور پرندوں اور چوپایوں اور کیڑوں مکوڑوں کی صورت سے بدل ڈالا۔ اس واسطے خدا نے بھی ان کے دل کی خواہش کے مطابق انہیں ناپاکی میں چھوڑ دیا ہے۔ پیش کرکے اس کی روشنی میں جواب چاہا۔ جس کا جواب پادری صاحب نے جو دیا اس سے ان کی بے بسی کا آسانی سے اندازہ ہوتا تھا۔

دوسرا سوال مکرم بشیر الدین صاحب سکندر آباد نے کیا کہ جس طرح خدا نے موسیٰ سے یا عیسیٰ سے یا اس سے پہلے کلام کیا ویسی کوئی مثال اب بھی ہے۔

تیسرا سوال پھر مولوی مبارک علی صاحب ہی نے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح کی تخصیص کرکے انہیں کلام مجسم بنا دیا۔ کیا اس سے پہلے انسانوں کو ایسا موقع دیا گیا یا نہیں؟ پادری صاحب ان سوالوں کا جواب بھی تسلی بخش انداز میں نہ دے سکے۔

دوسری تقریر مکرم مولوی مبارک علی صاحب اور تیسری تقریر ایک غیر احمدی دوست نے کی اور آخری تقریر مکرم حکیم محمد عبدالصمد صاحب فاضل نے کی۔ تمام معززین نے قرآن مجید سے استدلال کرتے ہوئے عقلی اور نقلی دلائل کے ساتھ نہایت دلچسپ انداز میں خدا تعالیٰ کی معرفت کے عنوان پر تقاریر کیں۔ تقاریر کے بعد کسی دوست نے سوال نہیں کیا۔ اور یہ دلچسپ محفل تقریباً ۱۲ بجے شب دعا کے بعد برخاست ہوئی۔ صدر صاحب نے آخر میں آئندہ پروگرام سے متعلق اعلان فرمایا کہ ہفتہ کے روز بجائے مجلس مذاکرہ کے اتوار کے روز یعنی ۲۲ر اپریل کو جلسہ پیشوایان مذاہب منعقد ہوگا۔

خاکسار

رشید احمد جنرل سیکرٹری

جماعت احمدیہ حیدر آباد

دکن

عید فنڈ

ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے ہر کمانے والے کے لئے چندہ عید فنڈ ایک روپیہ فی کس مقرر ہے۔ اس کی شرح باوجود کئی گنا مہنگائی بڑھ جانے کے اب بھی اسی قدر ہی ہے۔

اب عیدالاضحیہ قریب آرہی ہے۔ اس لئے احباب کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ عید کی خوشی میں اس چندہ کو بھی مد نظر رکھیں۔ اور کوئی کمانے والا ایسا نہ ہو جو اس میں حصہ نہ لے۔ اور جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ اس میں زیادہ رقم دے کر ثواب حاصل کریں۔

اس مد کی ساری رقم مرکز میں آنی چاہیئے۔ ناظر بیت المال قادیان

درخواست دعا

برادرم مظفر احمد صاحب لندن میں ڈپلومہ ان میتھمیٹکس کا اور عزیزم منور احمد صاحب دہلی گیٹ لاہور پاکستان میں ایم۔ ایس۔ سی کا امتحان دے رہے ہیں درویشان قادیان اور احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دونوں کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار بشیر الدین احمد دہلی گیٹ لاہور

تقرر عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ بھارت

بہ تقرر یکم مئی ۶۲ء سے ۳۰ر اپریل ۶۵ء تک کے لئے منظور کیا جاتا ہے۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

گونڈہ ۔ یو ۔ پی

صدر ۔ مکرم محمد اسمٰعیل صاحب پٹیل نگر ۔ گونڈہ
سیکرٹری جملہ صیغہ جات۔ مکرم بابو عبد الرزاق صاحب جنتا ریڈیو سروس ۔ گونڈہ

شموگہ (میسور)

صدر ۔ مکرم سید مدار صاحب او۔ ایم ۔ موٹر سروس شموگہ
سیکرٹری مال ۔ وصایا } مکرم میر عبد الجلیل صاحب
تحریک جدید و وقف جدید }
سیکرٹری تبلیغ و تربیت ۔ مکرم ایس کے اخز حسینی صاحب
" امور عامہ ۔ مکرم سید مدار صاحب
" ضیافت ۔ ایس کے عبد الرزاق صاحب

ہبلی (میسور)

صدر ۔ مکرم ایچ ۔ ایم منڈاسگر صاحب مالدار گلی ۔ ہبلی
سیکرٹری جملہ امور جماعت ۔ " " "
نائب صدر ۔ مکرم سید غوثو میاں صاحب

یاڑی پورہ ۔ کولگام ۔ اننت ناگ کشمیر

صدر ۔ مکرم حکیم میر غلام محمد صاحب یاڑی پورہ
سیکرٹری مال ۔ " غلام محمد صاحب لون کاٹھ پوری
" تبلیغ " میر عبد الحمید صاحب
" تعلیم و تربیت ۔ " راجہ فضل الرحمن صاحب
" امور عامہ ۔ مکرم عبد الحمید صاحب ٹاک
" تحریک جدید و وقف جدید ۔ مکرم راجہ غلام محمد خان صاحب
امین ۔ مکرم حکیم میر غلام محمد صاحب

موسیٰ بنی مائینز ضلع سنگھبوم ۔ بہار

صدر ۔ مکرم شیخ عبد الحمید صاحب احمدیہ لائن نمبر
نائب صدر و سیکرٹری مال ۔ مکرم شیخ ابراہیم صاحب
سیکرٹری امور عامہ و ضیافت ۔ شیخ ضمیر صاحب
" تبلیغ ۔ مکرم حیدر خان صاحب
" تعلیم و تربیت ۔ مکرم مبارک احمد خان صاحب
" تحریک جدید و وقف جدید ۔ محمود خان صاحب
امین ۔ مکرم بشیر خان صاحب

چارکوٹ ۔ ڈاکخانہ راجوری ضلع پونچھ جموں

صدر ۔ مکرم میاں شیر محمد صاحب ۔ نائب صدر ۔ مکرم بابا دیوار بخش صاحب
سیکرٹری امور عامہ و تحریک جدید ۔ مکرم محمد شفیع صاحب
" تبلیغ و وقف جدید ۔ مکرم عبد الحق صاحب خادم ۔ سیکرٹری مال و محاسب ۔ بشیر احمد صاحب ولد فضل دین صاحب
سیکرٹری تعلیم و تربیت ۔ مکرم صدر الدین صاحب ۔ سیکرٹری وصایا ۔ مکرم عبد الحلیم صاحب
امین ۔ مکرم ستار محمد صاحب

کالابن کوٹلی ۔ ڈاکخانہ گاموٹی تحصیل راجوری پونچھ

صدر ۔ مکرم میاں لال الدین صاحب ۔ سیکرٹری مال مکرم غلام حسین صاحب
سیکرٹری تبلیغ ۔ مکرم ول محمد صاحب ۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت ۔ مکرم محمد شریف صاحب
" امور عامہ ۔ مکرم ماسٹر عبد الرشید صاحب صابر ۔ سیکرٹری ضیافت ۔ مکرم میاں شاہ محمد صاحب
امام الصلوٰۃ ۔ مکرم خادم حسین صاحب۔

کیرنگ ۔ ضلع پوری (اڑیسہ)

صدر و سیکرٹری مال ۔ مکرم شیخ ظاہر الدین صاحب ۔ نائب صدر ۔ مکرم منشی بشیر خان صاحب
سیکرٹری امور عامہ ۔ مکرم منشی انیس الرحمن صاحب ۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت ۔ مکرم منشی صلیح الدین خان صاحب
" ضیافت ۔ مکرم منشی صفدر خان صاحب ۔ سیکرٹری وصایا ۔ محمد نصیر الدین صاحب ۔
سیکرٹری تبلیغ ۔ " منشی ناظر خان صاحب ۔

ام ایم ۔ پی جاوبہ گنج کٹک

صدر ۔ مکرم مولوی سید ابو صالح صاحب ۔ نائب صدر ۔ مکرم محمد ہاشم خان صاحب
سیکرٹری تبلیغ ۔ مکرم یونس خان صاحب ۔ سیکرٹری مال ۔ مکرم بقا الرحمن صاحب
" امور عامہ ۔ " صلاح الدین خان صاحب ۔ " تعلیم و تربیت ۔ مکرم عبد الصمد خان صاحب
" ضیافت ۔ مکرم شفیق الدین خان صاحب جمعدار ۔ سیکرٹری تحریک جدید ۔ مکرم عطاء الرحمن خان صاحب
" وقف جدید ۔ مکرم بشارت احمد خان صاحب ۔ آڈیٹر ۔ مکرم صلاح الدین صاحب عارف

سونگھڑہ ۔ ضلع کٹک

سیکرٹری تبلیغ ۔ مکرم مولوی سید مبشر الدین احمد صاحب ۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت ۔ مکرم لڈی سید ابو الحسن صاحب
" امور عامہ و خارجہ ۔ مکرم سید غلام احمد صاحب ۔ سیکرٹری وصایا ۔ مکرم میاں سید ریاض الدین صاحب
" مال و تحریک جدید و وقف جدید ۔ مکرم منشی عبد الحلیم خان صاحب
" ضیافت ۔ سید شہاب الدین صاحب ۔ سیکرٹری جائداد ۔ مکرم یوسف علی خان صاحب
آڈیٹر ۔ مکرم سید غلام احمد صاحب ۔ امین ۔ مکرم سید حسام الدین صاحب
نائب صدر ۔ امور عامہ و خارجہ ۔ مکرم مولوی سید مخدوم محمد صاحب ۔

بھدرواہ ۔ ضلع ڈوڈہ ۔ جموں کشمیر

صدر ۔ مکرم ماسٹر عبد الرزاق صاحب منداشی ۔ نائب صدر ۔ مکرم میر جمال الدین صاحب
سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ و تعلیم و تربیت ۔ مکرم عبد الکریم منشی عبد الغفار خان صاحب
" امور عامہ و خارجہ ۔ مکرم محمد عبد اللہ صاحب منداشی ۔ سیکرٹری وصایا ۔ مکرم عبد الرحمن خان صاحب
" مال ۔ مکرم عبد الرحمن صاحب ۔ سیکرٹری ضیافت ۔ مکرم میر باز خان صاحب
آڈیٹر ۔ منشی عبد الرحمن صاحب ۔ امام الصلوٰۃ ۔ مکرم میر جمال الدین صاحب

ٹاہیں ۔ منکوٹ ۔ تحصیل مینڈر ۔ ضلع پونچھ

صدر ۔ مکرم عمر الدین صاحب ۔ سیکرٹری مال ۔ مکرم محمد اکبر صاحب
سیکرٹری تبلیغ ۔ مکرم شیر محمد صاحب ۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت ۔ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب
" امور عامہ ۔ " محمد شفیع صاحب ۔ سیکرٹری وقف جدید ۔ مکرم بدر الدین صاحب
امام الصلوٰۃ ۔ مکرم منشی محمد صاحب ۔ قاضی ۔ مکرم مولوی امیر الدین صاحب ۔

پیانگاڈی ۔ ضلع کنانور ۔ کیرالہ

صدر ۔ مکرم ایس ۔ وی قمر الدین صاحب ۔ سیکرٹری مال ۔ مکرم اے محمود صاحب
سیکرٹری تحریک جدید و وقف جدید ۔ ایم ۔ این عبد اللہ صاحب ۔
" تعلیم و تربیت ۔ مکرم سی کنجی عبد اللہ صاحب ۔ سیکرٹری تبلیغ ۔ مکرم سی ۔ ایچ عبد القادر صاحب ماسٹر
" امور عامہ ۔ مکرم پی ۔ احمد صاحب ۔ سیکرٹری جائداد ۔ پی ۔ وی کنجی عبد اللہ صاحب
" ضیافت ۔ مکرم ۔ اے سلیمان صاحب ۔ امین ۔ ایس ۔ وی قمر الدین صاحب
آڈیٹر ۔ مکرم ۔ پی عبد الرحیم صاحب بی ۔ اے ایل ۔ ایل ۔ بی ۔

شورت ۔ ڈاکخانہ کولگام ۔ ضلع اننت ناگ کشمیر

صدر ۔ مکرم خواجہ محمد عبد اللہ صاحب ڈار ۔ سیکرٹری مال ۔ مکرم خواجہ محمد عبد اللہ صاحب ڈار
سیکرٹری مال ۔ مکرم خواجہ عبد الغفار صاحب لون ۔ سیکرٹری تبلیغ ۔ مکرم غلام محمد صاحب
" تعلیم و تربیت ۔ " عبد العزیز صاحب گنائی ۔ سیکرٹری امور عامہ مکرم غلام محمد صاحب گنائی
" وصایا ۔ مکرم ماسٹر محمد صدیق صاحب ۔ (باقی مسلسل صفحہ ۱۱ پر)

امین ۔ مکرم غلام محمد شاہ صاحب

کنی پورہ ۔ ڈاکخانہ کولگام کشمیر

صدر ۔ مکرم ماسٹر غلام نبی صاحب بی۔ اے ۔
سیکرٹری مال ۔ مکرم خواجہ غلام نبی صاحب پڈر ۔ سیکرٹری تربیت ۔ مکرم مبارک احمد صاحب لون
" تبلیغ ۔ مکرم دل محمد صاحب ڈار ۔ نائب سیکرٹری تبلیغ ۔ مکرم محمد شعبان صاحب پڈر
" امور عامہ و ضیافت ۔ مکرم غلام محمد صاحب ڈار ۔
امام الصلوٰۃ ۔ مکرم عبد القادر صاحب

آسنور ۔ ڈاکخانہ اہربل شوپیاں کشمیر

صدر ۔ مکرم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل ۔ نائب صدر ۔ مکرم ماسٹر سعید احمد صاحب
سیکرٹری مال و امین ۔ ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب ۔ سیکرٹری تبلیغ مکرم محمد یوسف صاحب ڈار
" تعلیم و تربیت و امام الصلوٰۃ ۔ مکرم سید محمد یاسین صاحب
" امور عامہ ۔ مکرم عبد الرحمٰن صاحب نائک ۔ سیکرٹری جائیداد ۔ ماسٹر محمود بابر صاحب
" وصایا ۔ مکرم خواجہ عبد الغنی صاحب ملک
" نشر و اشاعت ۔ مکرم عبد الوہاب صاحب ۔

(نوٹ) بعض جماعتوں میں احباب جماعت کم ہونے کی وجہ سے جملہ صیغہ جات کے سیکرٹریان منتخب نہیں ہوئے ۔ وہاں ایسے فرائض صدر صاحبان ہی سرانجام دیں گے ۔ اسی طرح دیگر چندہ جات کی وصولی کا کام سیکرٹری مال ہی سرانجام دیں گے ۔ نیز مقامی مجلس خدام الاحمدیہ کا قائد بھی مجلس عاملہ کا ممبر ہوگا ۔

ناظر اعلیٰ قادیان

نیا مالی سال اور ہماری ذمہ داریاں

احباب جماعت کی توجہ کے لئے

سنہ ۶۲-۱۹۶۱ء کا مالی سال ۳۰ راپریل کو ختم ہو چکا ہے ۔ اور یکم مئی ۱۹۶۲ء سے نئے مالی سال کا آغاز ہو چکا ہے ۔ اگرچہ امسال کی مجموعی آمد چندہ جات بفضلہ تعالیٰ پہلے سے زیادہ ہے ۔ لیکن تا حال بہت سے افراد جماعت اور جماعتیں کثیر رقوم کے بقایا دار ہیں کہ جن کے بارہ میں توجہ ادائیگی دلائی جاتی رہی ۔ لیکن انہوں نے کما حقہٗ توجہ نہیں کی ۔ حالانکہ ہر وہ شخص جو صداقت احمدیت کو قبول کر کے اس الٰہی نظام میں شامل ہوتا ہے ۔ وہ بیعت کے وقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا وعدہ کرتا ہے اور عملی طور پر وہ صرف اسی صورت میں ہی وعدہ پورا کرنے والا سمجھا جا سکتا ہے کہ جب وہ اپنی ذاتی اور خاندانی ضروریات پر دینی ضروریات کو ترجیح دے کر اپنے ذمہ مالی قربانی کی ادائیگی کرے ۔ کئی بار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ

"یاد رکھو مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں ۔ میں اپنے لئے تم سے کچھ نہیں مانگتا ۔ میں خدا کے لئے اور اس کے دین کی اشاعت کے لئے تم سے مانگ رہا ہوں ۔ اگر تم چندہ میں حصہ نہیں لو گے تو خدا خود اپنے دین کی ترقی کا سامان کر دے گا ۔ مگر میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دین کی ترقی میں حصہ نہ لے کر گنہگار نہ بن جاؤ ۔ پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اس موقعہ کو غنیمت سمجھو اور خدمت اسلام کے لئے اپنے مالوں کو قربان کر دو ۔ جو شخص تکلیف اٹھا کر اس خدمت میں حصہ لے گا میں اس کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ دعا کر چکے ہیں ۔ کہ اے خدا جو شخص تیرے دین کی خدمت میں حصہ لے تو اس پر اپنے فضلوں کی بارش نازل کر اور آفات و مصائب سے اسے محفوظ رکھ ۔ پس وہ شخص جو اس میں حصہ لے گا اسے حضرت مسیح موعودؑ کی دعا سے بھی حصہ ملے گا ۔ اور میری دعاؤں سے بھی ۔"

پس ضرورت ہے اس امر کی کہ نئے شروع ہونے والے مالی سال میں جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کا ہر فرد اپنی مالی ذمہ داری کی کما حقہٗ ادائیگی کے لئے نیا عزم اور نیا جوش پیدا کرے اور اپنے عمل سے اس بات کا ثبوت

حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب مرحوم

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیٹھ صاحب کو روحانی اعتبار سے ایسا بلند مقام عطا فرمایا تھا ۔ کہ فرشتے بھی ان کے تقویٰ ۔ طہارت اور روحانیت پر رشک کرتے تھے ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو حضرت سیٹھ صاحبؓ کی زندگی میں بھی ان کی خدمات جلیلہ انفاق فی سبیل اللہ خدمت دین اور تقویٰ کے باعث رویا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بلند مرتبہ سے اطلاع دی ۔ اور جماعت کے بیسیوں دوستوں کو ان کے متعلق مبشر خوابیں آئی ہیں ذیل میں مکرم مولوی عبد المالک خان صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ غانا کی خواب شائع کی جاتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت سیٹھ صاحب کی روح پر بے شمار افضال نازل فرماتا رہے ۔ اور آنحضرت صلعم کے قرب میں جگہ عطا فرمائے ۔

خاکسار مرزا وسیم احمد قادیان

خواب

میں نے دیکھا کہ ایک لمبا چبوترہ ہے جو دو اڑھائی فٹ یا تین فٹ اونچا ہے ۔ اس پر حیدرآباد کی جماعت کے دوست بیٹھے ہیں ۔ اور کچھ اس چبوترے پر کھڑے ہیں ۔ ان میں سید بشارت احمد صاحب بیٹھے ہیں ۔ جو ایک کنارے پر ہیں ۔ پھر کچھ اور دوست ہیں ۔ پھر میں نے دیکھا کہ آپ اور یوسف الٰہ دین اکٹھے پاس پاس بیٹھے ہیں ۔ کچھ دوست چبوترے کے نیچے کھڑے ہیں ۔ میں ان کو پہچانتا ہوں ۔ میں اس مجلس میں آتا ہوں اور سید بشارت احمد سے ملتا ہوں ۔ اور کہتا ہوں آپ نے اپنے رفیق کا ذکر ختم کر دیا ۔ اور یہ کہہ کر ہم دونوں کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں ۔ پھر میں آگے بڑھتا ہوں اور معانقہ کرتا ہوں ۔ آپ نے مجھے بتایا کہ ایک احمدی دوست نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت سیٹھ صاحب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہے ۔ اس پر میں کہتا ہوں کہ سیٹھ صاحب بہت متقی اور مخلص انسان تھے ۔ یہ فاصلہ خود خواب بین کی اپنی روحانی کمی پر دلالت کرتا ہے ۔ اس پر میری آنکھ کھل گئی ۔ اور میری طبیعت بہت ہشاش بشاش تھی اس خیال سے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس مخلص انسان کا بلند روحانی مرتبہ دکھایا ۔ اللّٰھم احشرنا مع محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔

۴ ۔ دے کہ وہ درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والا ہے ۔
۲ ۔ گذشتہ مالی سال کے چندہ جات ۶۲-۴-۳۰ تک ادا نہیں ہوئے وہ جماعتوں و افراد کے ذمہ بقایا ہیں ۔ کہ جن کی جلد ادائیگی کی طرف احباب و عہدیداران کی توجہ کرنی چاہیئے ۔ تاکہ آمد میں جو کمی رہ گئی ہے وہ پوری ہو جائے ۔
جو عظیم کام جماعت احمدیہ کے سپرد ہے ۔ اگر اس کا کما حقہٗ احساس کر کے ہم میں سے ہر ایک اپنا اپنا محاسبہ کرے اور جماعت اپنے عہدیداران بقایا دار و نادہندہ افراد کی اصلاح و تربیت کی طرف خاص طور پر اور بار بار توجہ رکھیں تو ہمارا قدم خدا کے فضل سے بہت آگے بڑھ سکتا ہے ۔
جملہ سیکرٹریان مال ، صدر و امراء صاحبان اور مبلغین کرام کی خدمت میں اس بارے میں خاص توجہ ، کوشش اور تعاون کی درخواست ہے ۔ تاکہ جماعت کا کوئی بقایا دار ، بے شرح یا نادہندہ نہ رہے ۔
اللہ تعالیٰ سب کو اپنے فضل سے زیادہ سے زیادہ خدمت دین کی توفیق بخشے ۔ آمین ۔

ناظر بیت المال قادیان

جناب ڈاکٹر عبد السلام صاحب و برادران کیلئے درخواست دعا

جناب ڈاکٹر عبد السلام صاحب پروفیسر لندن کے متعلق ان کے والد ماجد مطلع کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ترکی وغیرہ کا چودہ دن کا دورہ کر کے واپس آ گئے ہیں ۔ انقرہ اور استنبول میں تقاریر ہوئیں ایک ملک میں جماعت کے افراد سے ملاقاتیں ہوئیں ۔ ایک مقام پر خدام الاحمدیہ کے جلسہ میں خطاب کیا ۔ آپ نے مسجد جرمنی کو چار صد روپیہ کا قالین تحفۃً دیا ہے ۔ اور آپ کے والد ماجد کی تحریک پر مسجد فضل لندن کے تین اطراف سڑکوں پر تبلیغی بورڈ لگوائے گئے ہیں ۔ جس کے خرچ میں بھی ڈاکٹر صاحب کا کافی حصہ ہے ۔ احباب سے ان کی دینی و دنیوی بہتری کے لئے اور ان کے دو بھائیوں کی یورپ میں ٹریننگ کے بابرکت ہونے اور ایک بھائی کے صاحب اولاد ہونے کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں ۔　خاکسار ملک صلاح الدین مؤلف اصحاب احمد قادیان

خبریں

نئی دہلی ۸ مئی۔ پردھان منتری پنڈت جواہر لال نہرو نے آج لوک سبھا میں اعلان کیا کہ چین اور پاکستان نے کوہ قراقرم کے مغرب میں پاکستانی مقبوضہ کشمیر کی عارضی نشاندہی کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے وہ بھارت کے قانونی اختیارات اور سرداری میں مداخلت ہے۔ بھارت نے چین اور پاکستان پر واضح کر دیا ہے کہ وہ اس نشاندہی کے متعلق ان کے سمجھوتہ کو ہرگز منظور نہیں کرے گا۔

نئی دہلی ۷ مئی۔ آج کانگرس کے امیدوار ڈاکٹر ذاکر حسین بھارت کے اپ راشٹرپتی منتخب ہو گئے۔ ان کے واحد حریف ڈاکٹر این۔ سی سامنت سنگھار کو صرف ۱۴ ووٹ ملے جبکہ ڈاکٹر ذاکر حسین نے ۵۶۸ ووٹ حاصل کئے۔ نئے راشٹرپتی کے چناؤ کے نتیجہ کا اعلان ۱۱ مئی سے پہلے نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ ووٹ شماری کے لئے صوبائی راجدھانیوں سے بیلٹ بکس نئی دہلی میں لانے ہوں گے۔ نئے راشٹرپتی اور اپ راشٹرپتی ۱۳ مئی کو اپنے عہدوں کا حلف لیں گے۔ بھارت کے نئے اپ راشٹرپتی ڈاکٹر ذاکر حسین سرکردہ ماہر تعلیم ہیں۔ اس سے پہلے آپ بہار کے گورنر تھے۔ آپ پانچ سال کے لئے اپ راشٹرپتی اور راجیہ سبھا کے پریذیڈنٹ رہیں گے۔ اپ راشٹرپتی کے چناؤ کے نتیجہ کا اعلان آج شام ریٹرننگ افسر شری ایس۔ این مکرجی جو راجیہ سبھا کے سیکرٹری ہیں کیا۔ آج راشٹرپتی کے چناؤ کے لئے بھی دہلی اور صوبائی راجدھانیوں میں پولنگ ہوا۔

نئی دہلی ۷ مئی۔ آج راجیہ سبھا میں وزیر داخلہ شری لال بہادر شاستری نے بتایا کہ قومی یک جہتی کانفرنس کے بعد قومی یک جہتی کونسل کی گذشتہ ستمبر میں پہلی میٹنگ ہوئی تھی۔ اور اب اگلی میٹنگ ۲ اور ۳ جون کو ہو گی۔ قومی یک جہتی کانفرنس کے فیصلوں کی روشنی میں کئے گئے اقدامات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جہاں تک لسانی سوال کا تعلق ہے کئی اقدامات کئے جا چکے ہیں بہت سے مسائل اور خاص کر لسانی اقلیتوں کے مسائل پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ اس کے فیصلوں کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ قومی یک جہتی کے بارے میں دیش میں فضا پیدا کی جائے۔ آپ نے کہا کہ قومی یک جہتی اور اتحاد کو بڑھاوا دینے کے لئے رضاکارانہ جماعتوں کے تعاون کا سواگت کیا جائے گا

نئی دہلی ۷ مئی۔ شری صادق علی جنرل سیکرٹری کانگرس نے بیان کیا ہے کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی میٹنگ ۴ اور ۵ جون کو دہلی میں منعقد ہو گی۔ جس میں شری سنجیوا ریڈی کی جگہ کانگرس کا نیا صدر منتخب کیا جائے گا اور انتخابات کے بعد کی صورت حالات کا جائزہ لیا جائے گا۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی میٹنگ سے ایک روز پہلے کانگرس ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ منعقد ہو گی۔ جس میں ایجنڈا مرتب کیا جائے گا۔ ہائی کمان کے قریبی حلقوں کو امید ہے کہ شریمتی اندرا گاندھی کو کانگرس کی صدارت قبول کرنے پر رضامند کر لیا جائے گا۔

نئی دہلی ۷ مئی۔ شریمتی لکشمی مینن جو امور خارجہ کی راجیہ منتری ہیں نے آج لوک سبھا میں اعلان کیا کہ جونہی گوا میں نارمل حالات پیدا ہوں گے اور پرتگالی نظر بندوں کو وہاں سے بھیج دیا جائے گا۔ تو گوا میں داخل ہونے کے لئے پرمٹ سسٹم ختم کر دیا جائے گا۔ شریمتی لکشمی مینن نے شری بھیم بروا کو بتایا کہ پرمٹ سسٹم ایک عارضی اقدام کے طور پر رائج کیا گیا تھا۔ کیونکہ گوا کی آزادی کے فوراً بعد ہم نہیں چاہتے تھے کہ ہر قسم کے لوگ وہاں جائیں اور نظم و نسق اور مقامی باشندوں کے لئے مشکلات پیدا کریں۔

نئی دہلی ۶ مئی۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد کے ۱۳ مئی کو ریٹائر ہونے پر محکمہ ڈاک و تار یادگاری ٹکٹ جاری کرے گا۔ یہ ٹکٹ ۱۵ نئے پیسے کے ہوں گے۔ اور ان پر راشٹرپتی کی تصویر ہو گی۔

نئی دہلی۔ اخبار پرتاپ جالندھر کی خبر ہے کہ وزارت دفاع روس سے آواز سے بھی تیز رفتار لڑاکا جیٹ جہاز خریدنے اور بالآخر بھارت میں لائسنس کے ماتحت یہ جہاز تیار کرنے کی بات چیت کر رہی ہے۔ بھارت روس سے نئی قسم کے ایم آئی۔ جی قسم کے جہازوں کے سکواڈرن جلد خرید لے گا۔ تاکہ پاکستان کو امریکہ سے ایف ۱۰۴ قسم کے جہاز حاصل کر کے جو برتری حاصل ہوئی ہے اسے ختم کیا جا سکے روس کے ساتھ مجوزہ معاہدہ کے ماتحت آہستہ آہستہ روسی مدد سے بھارت میں ایم۔ آئی۔ جی قسم کے جہاز تیار ہونے لگیں گے اس وقت ہوائی فوج کے تقریباً تمام لڑاکا سکواڈرن آواز سے کم رفتار والے جہازوں پر مشتمل ہیں۔ ان جہازوں کی جگہ آواز سے تیز رفتار جہاز حاصل کئے جائیں گے۔ اور روس ہی واحد ملک ہے جو یہ جہاز بھارت کو مہیا کرنے پر تیار ہے۔ بھارت نے آواز سے تیز رفتار جہاز کا نمونہ تیار کیا ہے۔ مگر اس قسم کے جہازوں کی پورے پیمانہ پر تیاری میں ابھی ۴ سال لگ جائیں گے۔ ہوائی فوج نے روس کو مزید مال بردار جہازوں کی سپلائی کا بھی آرڈر دیا ہے۔

نئی دہلی ۶ مئی۔ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد نے آج ہندی بھاشی لوگوں سے کہا کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ ہندی کے پرچار سے دیش کے اتحاد کو نقصان نہ پہنچے۔ وہ راشٹرپتی بھون میں راشٹر بھاشا پرچار سمتی کی طرف سے منعقدہ تقریب میں تقریر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہندی پریمیوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ہندی کو جتنی جلدی ممکن ہو سکے آسان بنائیں تاکہ غیر ہندی بھاشی اسے اپنی بھاشا کے طور پر سیکھیں اور یہ محسوس نہ کریں کہ یہ بھاشا ان پر ٹھونسی جا رہی ہے۔ ہندی کی ترقی کے لئے جو بھی کام کیا جائے وہ عوام کے تعاون اور ہمدردی سے ہونا چاہئے۔ بدقسمتی سے ہم بعض اوقات ایسی آوازیں سنتے ہیں جن سے صدیوں پرانے اتحاد کو خطرہ پیدا ہو سکتا ہے۔

نئی دہلی ۶ مئی۔ سفارتی نمائندوں نے سکیورٹی کونسل میں مسئلہ کشمیر پر بحث غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی ہونے کو خاموش ڈپلومیسی کی فتح قرار دیا ہے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ اس التوا سے شاید بھارت اور پاکستان کو مشترکہ دوستوں کی مدد سے یا مدد کے بغیر باہمی بات چیت کا موقع ملے۔

گورداسپور ۱۰ مئی۔ ڈپٹی کمشنر گورداسپور شری کے سی پانڈے یہاں سے تبدیل ہو کر پٹیالہ میں الیکٹرک سٹی بورڈ کے سیکرٹری کے طور پر تعین ہو گئے ہیں۔ آپ کی جگہ شری کے۔ آر۔ بیدی چارج لے رہے ہیں۔ جناب پانڈے صاحب نہایت محنتی اور قابل افسر تھے۔ آج ماہانہ پریس کانفرنس میں ضلع کے ایڈیٹرز نے آپ کو الوداع کرتے ہوئے آپ کے متعلق نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ جس کے جواب سے جناب پانڈے صاحب نے تمام اخباری نمائندگان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میرے وقت میں ضلع کے پریس نے بہت اچھا نمونہ دکھایا۔ اور ہر طرح سے تعاون کیا ہے۔ میں نے بھی مقدور بھر ہر قسم کی سہولیات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے آپ لوگوں نے اپنی ذمہ داریوں کو نہایت خوش اسلوبی سے نباہا۔ کہ میرے کام کو آسان کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس پر سب کا بہت بہت شکر گزار ہوں۔